اسلامی اقدار کا نقیب

ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ

لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

۵ اگست ۱۹۷۷ء



جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۹ اگست کو لاہور میں ہوگا

منجانب

(مولانا مفتی) محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

اللہ رے اعجاز ہے مومن کی نظر کیا

رخشندہ نظر کو جو نہ کر دے وہ سحر کیا
رخشندہ سحر کو جو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اللہ رے اعجاز ہے مومن کی نظر کیا
سب اس پہ عیاں ہے کہ اُدھر کیا ہے اِدھر کیا

واللہ جو بن جائے تُو اللہ کا بندہ
سب ہوں ترے تابع یہ شجر کیا یہ حجر کیا

دل جس کو نہ ملنے وہ حقیقت نہیں ہوتی
جو شئے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

بلبل کی نواؤں سے ہُوا سینۂ گل چاک
آ تجھ کو دکھاؤں ہے محبّت میں اثر کیا

مجبُور ہے سلماں کہ بیٹھے ہے وہیں پر
بھُولی ہوئی مجھ سے ہے تیری راہگذر کیا

اتنی تو خبر ہے ہمیں، ہنستا ہے زمانہ
کیا حال ہمارا ہے، ہمیں اس کی خبر کیا

سید سلمان گیلانی شیخوپورہ

کرنے میں کامیاب ہو جائیں گا تو یہ ان کی خام خیالی ہے سندھ کے مسلم عوام کی رگوں میں انہیں بہادر باہمت اور حقیقت شناس آباؤ اجداد کا خون دوڑتا ہے جو راجہ داہر کے مقابلے میں محمدؐ بن قاسم کے دست و بازو بنے تھے اور جنہوں نے برصغیر میں اسلام کے قصر رفیع کی تعمیر کے سلسلے میں خشت اول کا رول ادا کیا تھا۔

اس سلسلے میں ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ لاڑکانے میں بیٹھ کر اور اقتدار سے محرومی کے بعد انہیں پنجاب کے وہ عوام کیوں بھول گئے ہیں جن کے غم میں وہ دبلے ہوئے جاتے تھے۔ سندھ اور سرحد نہ صحیح کم از کم ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پنجاب کے عوام نے تو ان کے لیے دیدہ و دل فرش راہ بن گئے تھے۔ موجودہ تحریک کے دوران اور عوام کے زبردست اصرار و تقاضے کے باوجود پنجاب کے عوام نا صحیح جعلی اسمبلی کے M-N-A اور M.P.A تو ان کی ہاں میں ہاں ملانے ہی رہے ہیں ان کا ہی خیال کر لینا چاہیئے۔

ے شرم تم کو مگر نہیں آتی

بھٹو صاحب نے اپنے اس بچکانہ اور متعصبانہ بیان میں بانی پاکستان اور لیاقت علی خان پر بھی نابڑ توڑ حملے کیئے ہیں۔ بھٹو صاحب نے پھبتی کسی ہے کہ قائد اعظم اور لیاقت علی خان بھی بالغ رائے دہی کی بنیاد پر کامیاب نہیں ہو گئے تھے جب کہ میں دو مرتبہ دو ووٹوں کے ذریعہ کامیاب ہوا ہوں۔

بھٹو صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ شاید عوام کا حافظہ اس قدر کمزور ہے کہ وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سب کچھ فراموش کر بیٹھتے ہیں جب کہ ایسا نہیں ہے۔ عوام کو یاد ہے کہ پہلی مرتبہ بھٹو صاحب ملک کو دو لخت کر کے مارشل لا کے سائے میں اقتدار میں آئے تھے اور دوسری مرتبہ تاریخی دھاندلی کے ذریعہ اقتدار سے چمٹے رہنے کی کوشش کی تھی مگر افسوس کے پاکستان کے غیور، جیالے، بہادر اور مسلمان عوام نے ان کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی اور جس کرسی کو وہ بہت ہی مضبوط سمجھے ہوتے تھے وہ کرسی انتہائی کمزور ثابت ہوئی اور خدا کی بے آواز لاٹھی نے انہیں اس سے منہ کے بل گرنے پر مجبور کر دیا۔ ان حقائق و مشاہدات کے باوجود بھی اگر بھٹو صاحب اپنے آپ کو بانی پاکستان اور لیاقت علی خان سے برتر و اعلیٰ خیال کرتے ہیں تو اس کا فیصلہ عوام نے تو موجودہ تحریک میں کر ہی دیا ہے آنے والا بے لاگ مورخ بھی کرے گا۔

جمعیۃ علما اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۹ اگست کو

لاہور میں ہوگا

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ مطابق ۹ اگست ۱۹۷۷ء بروز منگل صبح آٹھ بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں زیر صدارت حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کی تازہ ترین سیاسی صورتحال پر غور و خوض کیا جائیگا اور پاکستان قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کے فیصلوں کی روشنی میں جمعیۃ علماء اسلام کا انتخابی پروگرام طے کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مجلس شوریٰ کے تمام ارکان سے گذارش ہے کہ وقت مقررہ پر اجلاس میں شریک ہوں۔ باضابطہ دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں، لیکن اگر کسی رکن کو دعوت نامہ کسی وجہ سے نہ ملے تو اسی اعلان کو دعوت نامہ تصور کرتے ہوئے اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لے آئیں۔

منجانب: (مولانا مفتی) محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

ووٹ درج کرالیں

چیف الیکشن کمشنر جسٹس مولوی مشتاق حسین نے اعلان کیا ہے کہ جن اہل حضرات کے نام ووٹروں کی فہرست میں درج نہیں ہیں وہ فوری طور پر اپنا نام درج کرائیں۔ الیکشن کی تاریخ کا اعلان کرنے سے قبل نام درج کرائے جا سکتے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے تمام احباب سے درخواست ہے کہ اپنے اور دیگر جماعتی احباب کے ووٹ اچھی طرح سے چیک کر لیں اور جو ووٹ اندراج سے رہ گئے ہوں انہیں بلا تاخیر درج کرالیں تاکہ کوئی ووٹ رہ نہ جائے۔ منجانب: زاہد الراشدی ناظم جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔

ضیا شاھد

دو شہیدؓ، ایک غازی

جو جمعیۃ علماء اسلام اور اکابر جمعیۃ سے والہانہ وابستگی رکھتے تھے!

۶ رمئی ۱۹۷۷ء کو انارکلی بازار لاہور کی اسٹیج پر قوم کے سامنے آنے والے تین کردار۔

چھ مئی ۱۹۷۷ء سے قبل میں "آوازِ دوست" کے مصنف کی اس رائے سے متفق تھا کہ یہ قحط الرجال کا دور ہے اور یہاں کا عالم واقعتاً یہ ہے کہ مردم شماری ہو تو بے شمار مردشناس ہو تو نایاب، میں یہ بھی سمجھتا تھا کہ بڑے آدمی عام زندگی میں کم اور کتابوں میں زیادہ ملتے ہیں اور یہ بھی کہ ایسے بہادر لڑکے جو سمندری پشتے میں سوراخ دیکھیں تو رات بھر اپنے ہاتھوں سے اس سوراخ کو اس لیے بند کر رکھتے ہیں کہ پانی کے زور سے شگاف بڑا نہ ہو جائے، معصوم اور بے گناہ شہریوں پر مشتمل آبادیاں بہہ نہ جائیں اور بالآخر صبح تک سردی کے باعث اکڑ کر، اور اپنی جان کا کنارہ دے کر وہ اپنے شہر اور قوم کو مصیبت سے بچا لیتے ہیں۔۔ اب صرف کہانیوں کی حد تک زندہ ہیں اور اس زوال پذیر معاشرے میں جہاں خودغرضی، بے حسی اور زرپرستی کی حکمرانی ہو ان کے آثار تک پائے نہیں جاتے۔

لیکن چھ مئی کو انارکلی بازار لاہور میں جن بہادر نوجوانوں نے برستی گولیوں میں کلمۂ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے پیش قدمی جاری رکھی ان کی جرأت نے مجھے کتابوں کی دنیا سے باہر لا کھڑا کیا۔ میں نے سوچا کہ اس حقیقت میں کوئی شبہہ نہیں کہ بڑے آدمی انعام کے طور پہ دیئے اور سزا کے طور پہ روک لیے جاتے ہیں لیکن نظام مصطفےٰ کی اس تحریک میں پاکستانی قوم نے ایک مدت کے بعد جس طرح خود کو جانا اور خدا کو پہچانا ہے اس پر یقیناً خدا کو ہم پر رحم آ گیا ہوگا۔ اور یہ اس کا انعام ہے کہ ہمیں یہ بڑے آدمی دیئے گئے۔ جنہوں نے اپنے خون سے ان شگافوں کو پر کر دیا جن کے بڑھنے سے قوم معاشرے اور ادارے فاشزم کے مکروہ سیلاب کی نذر ہو جاتے اور فرد کی حقیقی آزادی اور صحیح معنوں میں اسلامی معاشرے کے قیام کا وہ خواب جو پاکستان کی شکل میں برصغیر کے مسلمانوں نے دیکھا ہے ہمیشہ کے لیے آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

چھ مئی کے اس جلوس میں کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے یہ لوگ یقیناً بڑے آدمی تھے انہی بڑے آدمیوں کا کھوج لگاتا ہوا میں ان کے گھروں تک جا پہونچا۔ وہ شہید جو زندہ ہیں۔ اور جن کی ابدی زندگی کی گواہی خود قرآن نے دی ہے۔ جلال الدّین اکبر اور آفتاب عالم ہیں۔ ان کا تیسرا ساتھی حافظ نسیم جو ایک ٹانگ سے محروم ہو گیا۔ میو ہسپتال کے سرجیکل وارڈ میں زیر علاج ہے اور زیر حراست بھی کہ پولیس کا ایک سپاہی ہر وقت اس کے سر پہ کھڑا رہتا ہے میو ہسپتال کی دیواروں نے یہ منظر بھی دیکھا کہ اس زخمی کی ٹانگ سے خون بہہ رہا تھا اور ڈاکٹر اسے کاٹنے کے مشورے کر رہے تھے تو بھی حافظ نسیم کے ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی اور بھٹو شاہی کا ایک نمائندہ جسے دو ماہ کی زاید تنخواہ اسکی عظیم خدمات کے صلے میں مل چکی تھی اس امر پر بضد تھا کہ ملزم خطرناک ہے، ہتھکڑی نہیں کھل سکتی۔

پہلے شہید جلال الدین اکبر کی عمر صرف ۲۱ر سال ہے مسلم مسجد انارکلی کے بالمقابل اور اخبار مارکیٹ سے متصل اسٹیل کی ایک فیکٹری ہے۔ حاجی شیخ نظام الدین اس کے مالک ہیں۔ جلال الدین اکبر انہی کا فرزند ہے۔ کچھ فاصلے پر پیپلز پارٹی کے ایم پی اے شیخ اسلام الدین بیٹھے ہیں۔ یہ شہید کے بڑے بھائی ہیں۔ قلعہ گوجر سنگھ میں عبدالکریم روڈ پر مولانا محمد اجمل خان کی معروف درس گاہ ہے جو شہید کے استاد تھے۔ اور وحدت کالونی روڈ پہ جس جگہ ملتان روڈ پہ تین میل کا پتھر نصب ہے، نئی طرز کے اس دو منزلہ خوبصورت مکان کی نمایاں خصوصیت ایک صاف ستھرا اور الگ تھلگ کمرہ ہے جسے عارضی طور سے مسجد کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ یہاں اہل خانہ نماز ادا کرتے ہیں اور بچے قرآن پڑھتے ہیں۔ اس "مسجد" کے قریب ہی جلال الدین اکبر کا کمرہ ہے اکیس برس کے اس نوجوان کی زندگی عام نوجوانوں سے کتنی مختلف تھی۔ دیواروں پر کوئی تصویر ہے کمرے میں ٹیلی ویژن ہے نہ ریڈیو اور ریڈیوگرام صرف ایک ٹیپ ریکارڈر ہے جس کے ساتھ بے اندازہ ٹیپ ہیں۔ اگر آپ کو قراءت کے مقابلے سننے کا شوق ہے تو یہ ٹیپ ایک نادر ذخیرہ ہے۔ ان میں نامور خطیبوں کی تقریروں کے

ہونے اور معروف جلسوں کی مکمل کارروائیاں محفوظ ہیں۔ الماری دینی کتابوں سے بھری ہے۔ میں ایک ایک کتاب اٹھا کر دیکھتا ہوں۔ سو ڈیڑھ سو کتابوں میں ناول افسانے یا شعر کی ایک بھی کتاب نہیں۔

جلال الدین اکبر کو بچپن ہی سے دینی تعلیم دی گئی معقول گھرانے سے تعلق رکھنے کے باوجود وہ ایک دن کے لیے بھی اسکول نہیں گئے۔ گھر میں ماسٹر سے پڑھنا لکھنا سیکھا۔ شاہ عالم گیٹ کے دینی ادارے دارالتجوید سے قرآن مجید حفظ کیا۔ اور قرارت سیکھی۔ آج کل جامعہ رحمانیہ میں مولانا محمد اجمل خان مدظلہ ناظم مرکزی جمعیتہ علماء اسلام سے فقہ کی تعلیم لے رہے تھے۔ دینی تحریکوں میں حصہ لینے کا شوق تھا۔ بھٹو شاہی کے دور میں ۱۹۷۴ء کے دوران تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا تو جلال الدین اکبر پیش پیش تھے۔ گذشتہ عام انتخابات میں اپنے استاد کی وجہ سے ان کا جھکاؤ قومی اتحاد میں شامل جماعت جمعیتہ علماء اسلام کی طرف تھا۔ اور مولانا عبید اللہ انور کے پولنگ ایجنٹ تھے۔ انہوں نے لاہور کے حلقہ ۱۱ میں قومی اتحاد کے لیے دن رات کام کیا۔ انتخابات کے بعد تحریک شدت پکڑ گئی تو ہر جلسے اور جلوس میں پہونچنے لگے۔ اسکوٹر ان کے پاس تھا۔ ہر شام گھر سے نکلتے اور رات گئے تک واپس آتے۔ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں مسجد والگراں سے جلوس نکلا تو اس میں شامل تھے مولانا حافظ عبد القادر روپڑی کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ اور پولیس کی لاٹھیاں کھائیں۔ باغبانپورہ تھانہ میں بند رہے اور دو روز بعد رہا ہوئے۔ گھر پہونچے تو بتایا تک نہیں کہ زخمی ہیں۔ نہانے کے لیے قمیص اتاری تو والدہ نے دیکھ لیا اور زبردستی گرم پانی سے ٹکور کی۔ مرہم لگایا اور پیشانی چومی۔ وہ ہنستے رہے اور کہتے رہے:

"آپ تو بلاوجہ پریشان ہو رہی ہیں، مجھے تو کچھ بھی نہیں ہوا"

ان کی والدہ کا تعلق دیندار گھرانوں سے تھا والدہ کے دادا اشرف بیگ اپنے شہر کے معروف عالم دین تھے اور کھلاور کی درس گاہ میں پڑھاتے تھے۔ والد مرزا اسکندر بیگ نے اگرچہ تجارت کو پیشہ اپنایا، مگر درس و تدریس کا کام نہ چھوڑا عربی و فارسی کے مستند عالم تھے۔ اس باہمت خاتون نے جلال الدین اکبر کی شہادت پر نہایت صبر و تحمل سے کام لیا۔ جب وہ مجھ سے اپنے بیٹے کا ذکر کر رہی تھی تو بار بار ان کی آنکھیں نم ہو جاتیں۔ کہنے لگیں:

"یوں تو ماں کو سبھی بیٹوں سے پیار ہوتا ہے، لیکن جلال الدین اکبر خاص طور پر میری جان تھا، کیونکہ وہ دنیا والا نہیں تھا، دین والا تھا۔ میری خواہش تھی کہ عالم دین بنے، اس نے دودھ کا حق ادا کر دیا۔ مجھے اپنے ساتھ حج پر لے کر گیا۔ طواف میں وہ آگے آگے دعائیں پڑھتا اور ہم اس کے پیچھے ہوتے۔ شروع میں ایک معلم کیا، لیکن جلال الدین بولا: میری تسلی نہیں ہوتی۔ ہر مرحلے پر بڑی محبت اور توجہ سے ہمیں سکھاتا کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ مدینہ منورہ میں اس نے روضۂ رسولؐ پر دوبارہ قرآن مجید بھی ختم کیا۔

قرآن مجید سے اسے عشق تھا جب سے وہ حافظ بنا کسی دن تلاوت سے ناغہ نہیں کیا۔ نماز گذشتہ تیرہ برس سے پڑھ رہا تھا۔ آئے دن مذہبی تقاریر کا اہتمام کرنا اس کا واحد شوق تھا۔ ہر تقریب پر منوں مٹھائی تیار کرواتا۔ استادوں کے لیے نئے کپڑے بنتے۔ اور جب تک اسکی حسب منشا چیزیں تیار نہ ہو جاتیں میرے پیچھے پڑا رہتا۔ رمضان شریف میں خود تراویح پڑھاتا مسلم مسجد میں پولیس نے علماء دین پر لاٹھی چارج کیا تو موقع پر موجود تھا۔ گھر آیا کھانا نہیں کھایا۔ رات بھر جاگتا رہا اور روتا رہا میں تسلی دینے گئی تو بولا: اب ملک میں زندہ رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ غضب خدا کا۔ انہوں نے علماء دین کی بے حرمتی کی۔ ان کی ڈاڑھیاں کھینچیں اور مسجد میں گھس کر اللہ کے کلام کی توہین کی۔

کرفیو کے دنوں میں جب ہم نے گیٹ کو تالا ڈلوا دیا تھا۔ مگر جلال الدین اکبر باز نہ آتا۔ اکثر دیوار کے پاس آکر کھڑا رہتا۔ ایک روز وحدت روڈ پر تین جوانوں کو دیکھا جو قومی اتحاد کا نوستارہ والا جھنڈا اٹھائے چل رہے تھے، دیکھتے دیکھتے پولیس کے ایک ٹرک نے ان کا راستہ روک لیا۔ سپاہیوں نے بندوقیں سیدھی کر لیں۔ مگر جوان ڈرنے کے بجائے اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگے۔ شور سن کر ہم بھی لان میں آگئے۔

جلال الدین اکبر کا جوش قابل دید تھا وہ باہر سے نعرے لگاتے یہ اندر سے جواب دیتا۔ آخر پولیس والے تینوں کو ٹرک پر بٹھا کر لے گئے۔ جلال الدین اکبر دیر تک ان کے گن گاتا رہا۔ بار بار کہتا اگر ہم سب ان جوانوں کی طرح ہمت سے کام لیں تو بھٹو ایک دن بھی حکومت نہیں کر سکتا۔ ۵ مئی کو جمعرات تھی جلال الدین اکبر کے بڑے بھائی نے از راہ مذاق یہ کہا:

مولویو! تمہاری تحریک اب ختم ہوتی جا رہی ہے یہ تم سے نہیں جانے گا اس پر جلال الدین جوش میں آگیا اور بولا:

"نظام مصطفےٰ کی تحریک ختم نہیں شروع ہوئی ہے۔ کل ہم یوم شہدا منائیں گے جمعہ کے دن جلوس نکلے گا اور کرفیو کی خلاف ورزی کی جائے گی۔ جو لوگ کل شہید ہونگے ان کے لیے پرسوں جلوس نکلے گا۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ہم کامیاب نہیں ہو جاتے"

جلال الدین اکبر کی والدہ اپنے بیٹے کی باتیں کر رہی تھیں اور میری آنکھوں کے سامنے شہید کی صورت گھوم رہی تھی معصوم اور نورانی چہرہ مجھے اپنی طرف کھینچ رہا تھا

عجب لڑکا تھا یہ۔ آج کی مادہ پرستی کے اعتبار سے دیکھو تو کچھ خبطی اور کچھ پاگل سا۔ اس کم عمری میں اتنا زاہد زندگی بھر سینما نہیں دیکھا۔ ٹیلی ویژن لگا ہو تو کمرے میں نہیں گیا، تصویر نہیں بنوائی، شلوار کرتے کے سوا کوئی لباس نہیں پہنا۔ ننگے سر کبھی نہیں رہا۔ ایک روز بے وقت وضو کر رہا تھا۔ والدہ نے پوچھا:

کونسی نماز پڑھو گے؟

کہنے لگا:

"نماز کا تو وقت نہیں، مگر ہر وقت باوضو رہنا بزرگانِ دین کا شعار ہے میں بھی کوشش کرتا ہوں کہ ان کے نقشِ قدم پر چلوں"

مئی کے پہلے ہفتے میں اپنے دوستوں کو چند خط لکھے جن میں سے ایک میں حضرت عمرؓ کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے عہد کیا کہ ان کے راستے پر چلنا ہی مسلمان کا سب سے اولین فرض ہے۔ ایک اور خط میں لکھا کہ:

"ملک پر سوشلزم، کمیونزم اور الحاد کے جو بادل چھا رہے ہیں ان سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔ خواہ اس کوشش میں جان چلی جائے۔ کم از کم یہ اطمینان تو ہوگا کہ مسلمان کی موت مرے"

کراچی میں اپنے ماموں سے فون پر بات کی، تو کہا کہ:

"میرے لیے دعا کیجئے کہ نظامِ مصطفیٰ کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکوں"

جلال الدین اکبرؒ کی والدہ نے بتایا کہ چھ مئی کو جمعۃ المبارک تھا۔ صبح سے کرفیو لگا ہوا تھا۔ جلال الدین معمول نماز اور تلاوت سے فارغ ہو بچوں کے ساتھ لان میں گیند بلا کھیلنے لگا۔ گیارہ بجے کے لگ بھگ غسل خانے میں گیا

اور دیر تک نہاتا رہا۔ مجھے غصہ آگیا آخر کو بن سنور کر نکلا اور میرے پاس آکر پوچھا۔ اب کہو کچھ لانا ہے، میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو سارا غصہ جاتا رہا۔ سفید کیمرک کا کرتہ صاف دھلی ہوئی لٹھے کی چم چم کرتی شلوار سر پر سفید کپڑے کی اجلی بے داغ ٹوپی بال بنے ہوئے خوشبو لگی ہوئی، کلائی میں گھڑی لگی ہوئی، انگلی میں انگوٹھی، ہاتھ میں سورۃ یٰسین کی کتاب، چہرے پر کلام پاک کا نور آنکھوں میں ایمان کی جھلک ——

اسی شام گھر لوٹا، ضرور لیکن انہی سفید کپڑوں پر خون کی گلکاری تھی، گھڑی، انگوٹھی، رومال، سر کی ٹوپی، سورۃ یٰسین اور چوبیس روپے سینے پر رکھے تھے،

جمعہ کی نماز کے لیے نیو مسلم ٹاؤن سے جلال الدین مسجد شہید پہنچے لیکن پہرہ اس قدر سخت تھا کہ اندر جانے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔

اپنے بھائی شیخ اسلام الدین کے ساتھ کار میں مسجدِ شہداء سے بھاگم بھاگ دونوں بھائی نیلا گنبد گئے۔

پولیس نے اسے بھی گھیرے میں لے رکھا تھا مجبوراً انہوں نے مسجد انارکلی کا رُخ کیا۔ نماز وہیں ادا کی بعد ازاں اس جلوس میں شامل ہو گئے۔ جیسے انارکلی سے مسلم مسجد پہنچا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کچھ لوگ جلال الدین اکبر کو اٹھائے میو ہسپتال کی طرف دوڑ رہے تھے۔ جلال الدین اکبر کو تین گولیاں لگیں تھیں پندرہ منٹ کے بعد وہ خالقِ حقیقی سے جا ملے، جسدِ خاکی کو اسٹریچر پر ڈال کر ان کے والد شیخ نظام الدین کے پاس پہنچایا گیا اس نحیف و نزار۔ بوڑھے کا عزم اور حوصلہ دیدنی تھا۔ کہا

"رونے کی ضرورت نہیں حافظ جی اللہ کی امانت تھے اس نے واپس لے لی"

کرفیو لگ چکا تھا۔ جلال الدین اکبر کو گاڑی میں نیو مسلم ٹاؤن پہنچایا گیا، اسی رات گیارہ بجے نمازِ جنازہ ادا ہوئی۔ فوج کے ایریا کمانڈر خود آئے اور فاتحہ پڑھی البتہ جس امام صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر نمازِ جنازہ کا اعلان کیا تھا۔ انہیں پولیس پکڑ کر لے گئی بخاری مارکیٹ کے پاس شاہ کمال کے قبرستان میں آخری آرام گاہ ہے نمازِ جنازہ کئی بار لاہور میں پڑھی گئی۔

بعد ازاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جہاں شہید کے جاننے والے موجود ہیں، شہید دو بار حج کر چکے تھے اور چند ماہ بعد مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ لینے والے تھے۔ لیکن حقیقی منزل نے انہیں پہلے ہی قدموں میں جگہ دیدی، طلبِ دین بہت بڑا فریضہ سہی لیکن شہادت سے بڑا نہیں۔ یوں جلال الدین اکبر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے تو ان کی سب سے بڑی خواہش پوری ہو چکی۔

منزلِ عشق پہ تنہا پہنچے کوئی تمنا نہ تھی

۱۰۶ نیو مسلم ٹاؤن کے لان میں ایک چھوٹا سا نازک پودا ہے جسے وقت کی تین آندھیوں نے گرا دیا تھا۔ شیخ اسلام الدین نے بتایا کہ جلال الدین اکبر نے شہادت سے چند روز پہلے اس کے نازک تنے کے ساتھ مضبوط بانس کا ایک ڈنڈا باندھا اور اسے نہایت احتیاط سے کھڑا کر کے اپنے ہاتھوں سے پانی دیا۔ اب یہ پودا اپنے پیروں پر کھڑا ہے خشک پتے جھڑ گئے ہیں۔ اور نئی کونپلیں پھوٹ رہی ہیں۔ اس طرح جیسے جلال الدین اکبر کا سر پہلی گولی کھا کر جھکا ضرور تھا۔ لیکن اس نے خود جھک کر بے شمار جھکے ہوئے سروں کو بلند کر دیا تھا۔

دوسرے شہید کا نام آفتاب عالم ہے

نیلا گنبد چوک سے انارکلی بازار میں داخل ہوں تو تھوڑی دور چل کر دائیں ہاتھ کو ایک گلی مڑتی ہے جس کے دونوں اطراف میں آپ کو ملکِ شیک کی دکانیں ملے گیں۔ اس گلی میں انارکلی کا پوسٹ آفس بھی ہے۔ اور پوسٹ آفس کے بالمقابل کراچی کاٹن فیبرکس کے نام سے چھوٹی سی دکان ہے۔ جہاں آفتاب عالم بیٹھتے تھے، چند ماہ قبل انہوں نے اعظم کلاتھ مارکیٹ میں کاروبار شروع کیا تھا۔ اب وہاں ان کے بھائی کام کرتے ہیں۔ آفتاب عالم کے بڑے بھائی کام کرتے ہیں۔ آفتاب عالم کے سب سے بڑے بھائی محمد ذکی، لبرٹی مارکیٹ گلبرگ میں کوئن فیبرکس کے نام سے کلاتھ مرچنٹ ہیں۔ یہ خاندان تجارت پیشہ افراد پر مشتمل ہے ان کے بزرگ شمار سے لاہور آئے تھے۔ انارکلی ہی میں مُعین سنٹر کے نام سے ایک بڑی دکان میں شہید کے پھوپھی زاد بھائی خالد معین بیٹھے ہیں۔ علاوہ ازیں۔ مدینہ اسٹیشنری والے صغیر صاحب اور حبیب کارپوریشن۔ نسبت روڈ والے سمیع اللہ بھی ان کے عزیزوں اور دوستوں میں سے ہیں۔ ان کے ایک تایا حاجی محمد یامین سنٹرل ہوٹل کے مالک ہیں حاجی محمد سلیمان آفتاب عالم کے والد کا نام تھا۔ اور شہید کی رہائش شادمان کالونی میں تھی بل پانچ

بھائی اور چھ بہنوں پر مشتمل یہ کنبہ دینی پس منظر کا حامل ہے۔ آفتاب خود اور ان کے اکثر عزیز تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن ہیں۔ یہ آسودہ حال لوگ ہیں لیکن مالی آسودگی نے ان میں وہ برائیاں پیدا نہیں کیں جو عام طور پر دولت کے ساتھ آجایا کرتی ہیں جب میں آفتاب عالم کے بارے میں معلومات جمع کرنے کی خاطر اپنے رفیق کار اختر کاشمیری کے ہمراہ ان لوگوں سے ملا تو ابتدا میں سخت مایوسی ہوئی شہید کے بڑے بھائی محمد ذکی سے کہ اعظم کلاتھ مارکیٹ والے بھائیوں اور مدینہ اسٹیشنری مارٹ سے صغیر صاحب تک ہر شخص نے میرے کسی سوال کا جواب دینے سے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہم آفتاب عالم کے حوالے سے سستی شہرت حاصل کرنا اور ان کے ثواب کو ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ انہوں نے جو کچھ کیا خدا کے واسطے کیا۔ اللہ ان کی یہ قربانیاں منظور فرمائے۔

اختر کاشمیری صاحب نے اس سلسلہ میں بھاگ دوڑ کی شہید کے عزیزوں سے بحث مباحثہ کیا اور تبلیغی جماعت کے حوالے سے یہ کوشش بھی کی کہ ان کے امیر سے جو شام کو بلال پارک کے مرکز میں بیٹھتے ہیں۔ اجازت لے سکیں۔ جو اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر میں اعلیٰ افسر ہیں۔ لاہور سے باہر گئے ہوئے تھے۔

میرے ساتھی اس کوشش میں تھے کہ شہید کے بھائیوں کو تصویر اور حالات زندگی کے لئے رضامند کریں۔ اور میری سوچ کہیں سے کہیں جا پہنچی تھی۔ اپنی صحافتی زندگی میں بے شمار لوگوں سے واسطہ پڑا اور جو برائی قومی زندگی میں شدت سے محسوس ہوئی وہ بڑھتی ہوئی خود پرستی تھی۔ ہمارے ہاں لڑ بڑے لوگوں کے یہاں بیاہ سے مرگ تک کوئی تقریب اس وقت تک نہیں ہو چکتی جب تک۔ اس کی خبر نہ چھپ جائے ایک بزرگ کا واقعہ تو بھلائے نہیں بھولتا ان کی بیگم کا انتقال ہو گیا کسی وجہ سے خبر نہ چھپی تو اگلے روز انہوں نے ٹیلی فون پر گلہ کیا۔ اور کہا کوشش کریں آج ہی خبر چھپوا دو۔ عرض کی گئی اس خبر میں تو یہ لکھا ہے کہ جنازہ تین بجے اٹھایا جائیگا۔ بولے کوئی بات نہیں اسے بدل کروالیں گے۔"

اس شہرت پرستی کے دور میں آفتاب عالم کے عزیزوں اقارب کا رویہ جو شروع میں نامناسب نظر آیا تھا۔ اچانک دل کو بھانے لگا۔ آفتاب اسی معاشرے میں رہتے تھے ان کے ذاتی حالات جاننا، اور تصویر حاصل کرنا مشکل نہ تھا۔ مگر میں نے سوچا جب ان کے اہل خانہ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی قسم کی تشہیر سے شہید کا ثواب کم ہو جائے گا۔ تو اس نقطۂ نظر سے شدید اختلاف رکھنے کے باوجود اس جذبے کا احترام ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ میں نے فوراً" اپنے رفیق کار سے کہا کہ اس معاملے کو یہیں رہنے دو۔ یوں بھی کچھ چہرے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ پردے میں ان کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے کم علمی کی ہلکی سی دھند میں لپٹا ہوا آفتاب عالم کا چہرہ مجھے اس انداز سے بہت اچھا لگتا ہے پھر وہ جس طریق سے جلوس میں شامل ہوئے اس کا تقاضا یہ ہے کہ زیادہ مین میخ نکالے بغیر اس جذبے کے احاطہ کرنے کی کوشش کی جائے جو ان کے جواں دل میں مچل رہا تھا تڑپ رہا تھا اور جن کی پیاس ان کے خون سے ہی بجھ سکتی تھی۔

آفتاب عالم اکثر تبلیغی کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ شہادت سے کچھ روز قبل پکھگر میں چلہ کاٹ کر آئے تھے۔ سیاست سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اور اس دن سے پہلے کبھی سیاسی جلوسوں میں شامل نہ ہوئے تھے۔ کاروبار اور اس کے بعد تبلیغ۔ زندگی میں یہی دو کام تھے۔ ہر جمعرات کی شام بلال پارک کی مسجد میں گزارتے جہاں تبلیغی جماعت کا دفتر ہے ۱۵ مئی کی شام بھی وہیں گزاری۔ کسی نے جمعہ کے روز منائے جانے والے یوم شہدا کا ذکر چھیڑا جس کی اپیل قومی اتحاد نے کی تھی۔ آفتاب عالم خاموش رہے اور جب لوگ اپنی بات ختم کر چکے تو صرف یہ کہا "ہاں قربانی دینے کا وقت آگیا ہے"

جمعہ کی نماز کے لئے وہ شادمان کالونی سے سکوٹر پر سوار ہو کر نیلا گنبد پہنچے۔ اور نماز پڑھی وہاں سے اردو بازار کے راستے گنپت روڈ پر واقع جالندھر موتی چور لڈوؤں کی دکان پر گئے سکوٹر وہاں رکھا اور جلوس میں شامل ہو گئے۔ جو انارکلی بازار سے آ رہا تھا اور جسے ملی مسجد کے سامنے روک دیا گیا تھا۔ ان کے دوست ذکاء اللہ کا بیان ہے کہ جب جلوس کو بار بار خبردار کیا گیا۔ اور آگے بڑھنے سے روکا جا رہا تھا تو اچانک آفتاب عالم نے اپنا بازو مجھ سے چھڑایا اور تیزی سے مجمع میں گھس گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ پہلی صف میں پہنچ گئے ان کی زبان پر بلند آواز میں کلمہ طیبہ کا ورد تھا۔ آنکھیں والہانہ انداز میں آدھی کھلی اور آدھی بند تھیں۔ یوں لگتا تھا حبیب کے تصور میں مگن ہیں۔ اس حالت میں انہیں پہلی اور دوسری وارننگ بھلا کیا سنائی دیتی۔ نظر کے سامنے فردوس کے سبزہ زار ہوں تو دنیا کے خرابوں کیطرف کون دیکھے شادمان کالونی میں رہتے ضرور تھے مگر جہاں سچی شادمانی تھی جب اس کالونی کا دروازہ کھلا نظر آیا تو اس میں کیونکر نہ داخل ہوتے۔ پہلی گولی پیشانی پر لگی اور اس جگہ پر کیوں نہ لگتی۔ یہی تو وہ جگہ تھی جہاں سجدوں سے محراب بن گئی تھی۔ اللہ کی راہ میں گولی کھانے کے مستحق اس سے بہتر کون سی جگہ ہو سکتی تھی بعد میں کچھ اور گولیاں باقی جسم کے حصے میں آئیں مگر ان کی ضرورت ہی نہ تھی۔

طالب اور مطلوب کے درمیان جو ایک درمیان میں دیوار ہوتی ہے وہ تو پہلے سے ڈھے چکی تھی شہید کا جسد خاکی بمشکل واپس لیا گیا۔ نماز جنازہ سے پہلے نیلا گنبد پھر شادمان کالونی اور آخر میں گلبرگ کے قبرستان میں پڑھائی گئی۔ ساتھ میں پولیس کی بھاری جمعیت بھی گئی۔ نہ جانے کیوں!

آفتاب عالم نے ۱۹۷۴ء میں فریضہ حج ادا کیا اور اس مبارک سفر میں والدہ اور اہلیہ بھی ساتھ گئیں۔ شہید کے چار بچے ہیں۔ دو لڑکے اور دو لڑکیاں! ایک بچہ شیر خوار ہے ان کی اہلیہ کے پاس جو تصویریں ہیں۔ جن میں زیادہ تر پرانی ہیں۔ آفتاب عالم کلین شیو نظر آتے ہیں لیکن شہادت سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے داڑھی رکھ لی تھی۔ بڑے بھائی ذکی کے پاس ان کی تازہ ترین تصویر موجود ہے۔ میں نے اس تصویر میں خوش پوش خوش شکل اور روحانی طور پر انتہائی مطمئن اور پرسکون چہرہ دیکھا کہیں پڑھا تھا کہ تحریک پاکستان کے نامور خطیب بہادر یار جنگ کو ایک بار کسی عہدے کی پیشکش کی گئی تھی۔ اور انہوں نے کرسیٔ وزارت پر بیٹھ کر امور مملکت پر غور کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ گرد کوچہ و بازار بن کر قلوب دنیا میں طوفان برپا کرنے کے لئے پیدا کیا۔

آفتاب عالم کی زندگی بھی اسی قسم کی تھی۔ کرسی کا حصول ان کا مطمع نظر نہیں تھا۔ کہ انہیں اس سے دلچسپی تھی۔ یہ کس کو کتنی کرسیاں ملنی چاہئیں البتہ انارکلی بازار میں ان کا خون جو اچھلا اس نے قلوب

کی دنیا میں طوفان ضرور برپا کیا۔ اور شائد قادر مطلق کی طرف سے انہیں پھر بھی یوں لگتا ہے ہمیشہ سے انہیں جانتا ہوں ازل سے ان کے قریب ہوں کیسے مانوس اجنبی تھے وہ بھی!

میں یہ سطر لکھ رہا ہوں تو ایک مشاعرے میں سنے ہوئے یہ تین اشعار بار بار میرے کانوں میں گونج رہے تھے۔

اے وطن تو نے پکارا تو لہو کھول اٹھا
تیرے بیٹے ترے جانباز چلے آئے ہیں
خطۂ پاک یہ ناپاک قدم جیتے جی!
دیکھ ہم جوشِ حمیت سے بھپکے جاتے ہیں
اپنا معیار شرافت ہے خموشی لیکن
بات کرتے ہیں تو ہم بات پہ مر جاتے ہیں

سیف الدین سیف کے یہ اشعار نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی اس تحریک میں گولیوں کے سامنے کا حق دھرانے والوں پر کتنے صادق آئے ہیں،

ہر بات پہ مرنے والوں میں ایک حافظ نسیم ہیں میو ہسپتال کے سرجیکل وارڈ میں ایک ٹانگ سے محروم یہ نوجوان بھی انارکلی بازار کے اس جلوس میں شامل تھا۔ آئیے کچھ باتیں ان سے ہو جائیں!

آپ کا نام؟

محمد نسیم ـــــ والد کا نام؟ عبدالعزیز خاں

آپ کے مزاج کیسے ہیں؟

اللہ کا شکر ہے"

ڈاکٹروں نے آپ کی ٹانگ کاٹ دی ہے، آپ کو اس کا افسوس تو ہوگا؟

جی نہیں میرا ایمان ہے کہ رازق صرف خدا کی ذات ہے جو پتھر کے نیچے کیڑے کو بھی روزی دیتا ہے

"آپ کی تعلیم"؟

میں نے قرآن مجید حفظ کیا ہے اور قرآنی تعلیم کے مقابلے میں ہم لوگوں کے نزدیک کسی دوسری تعلیم کا تصور بھی موجود نہیں۔ البتہ تمام دنیاوی ضرورتوں کے لئے لکھنا پڑھنا جانتا ہوں۔

"والد کا پیشہ"؟

وہ گھوم پھر کر پان فروخت کرتے ہیں

آپ کا اپنا ذریعہ روزگار کیا ہے؟"

میں پیسہ اخبار میں ایک واقف کار کی دکان پر ملازم ہوں۔

زیادہ تر آپ کے مشاغل کیا ہیں؟

دینی تحریکوں میں شمولیت اور دینی کتب کا مطالعہ کی۔ مسجد انارکلی کے خطیب میرے استاد ہیں۔"

کیا آپ پہلے بھی جلسوں میں شامل ہوتے تھے؟"

جی ہاں میں نے کوئی قابل ذکر جلوس یا جلسہ نہیں چھوڑا ہے۔

انہوں نے مجھے حوصلہ بخشا ہے۔ والدہ کے صبر و سکون ہی نے میری ہمت بندھائی ہے۔"

آپ کو سب سے زیادہ افسوس کس بات پر ہے

مجھے ایک بات کا بہت رنج ہے کہ گلے میں قرآن لٹکا کر کلمہ طیبہ کا ورد کرنے والوں کو اس پوری تحریک کے دوران میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر شرپسند کہا گیا میں زیادہ عالم ہونے کا دعوٰی نہیں کرتا لیکن میری ناچیز رائے میں یہ ہمارے دین کی توہین ہے۔ اس توہین کے مرتکب افراد کو شرم آنی چاہیئے

کیا آپ چھ مئی کا واقعہ مختصر الفاظ میں بیان کرنا پسند کریں گے؟

میں نے نماز جمعہ نکی مسجد میں ادا کی تھی نماز کے بعد ہم پندرہ بیس دوست مسجد سے پہلے نکلے اور چھوٹے سے جلوس کی صورت میں نیلا گنبد مسجد کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے بڑا جلوس نکلنے والا تھا۔ چونکہ نیلا گنبد کے پاس فوج اور پولیس کا اتنا کڑا پہرہ تھا کہ ہمیں واپس آنا پڑا۔ جالندھر حلقی چوک تک پہنچتے پہنچتے ہمارے ساتھ خاصا بڑا جلوس بن گیا تھا۔ آگے راستہ بند تھا۔ نکی مسجد سے مین سامنے رکاوٹ تھی۔ ہم نے ایبک روڈ کا رخ کیا۔ خیال تھا گوالمنڈی کی طرف نکل جائیں گے۔ لیکن یہ راستہ بھی بند کر دیا گیا تھا۔ پلٹ کر گنپت روڈ کی طرف بڑھے۔ مگر یہاں بھی پہرہ لگا ہوا تھا۔ اب مسلم مسجد کی طرف جانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اور نکی مسجد کے سامنے سٹین گنیں تنی تھیں ہماری زبان پر لا الٰہ الا اللہ کا ورد تھا۔ اور آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ جب خدا کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں تو مسلمان دنیاوی حکمرانوں کو کیونکر خاطر میں لا سکتا ہے

ہم نے قدم آگے بڑھا دیئے اور یہ قدم آگے ہی بڑھنے چاہیں تھے۔ ورنہ رک جاتے اور تحریک تھم جاتی۔

تاریخ ہمیشہ خود کو دھراتی ہے۔ نہ جانے کیوں اس موقع پر بار بار وہ شخص یاد آ رہا ہے جس نے ایک فاسق و فاجر حکمران کے خلاف بھرپور تحریک کا آغاز کیا تھا۔ جب ایک لق و دق ریگستان میں اس کا قافلہ جس میں عورتیں، بچے بوڑھے اور بیمار شامل تھے گھیرے میں لیا گیا، اور آخری بار کہا گیا کہ حاکم وقت کی اطاعت کرو تو جان کی امان ہی نہیں دنیا کے سارے کے منہ تم پر کھول دیئے جائیں گے۔

اس بوڑھے انسان نے جن کی یاد رہتی دنیا تک دلوں میں جلوہ گر رہے گی یہ پیش کش پھر حقارت سے مسترد کر دی۔ اور کہا میری ملاقات اپنے حکمران سے کرواؤ میں اسے بتاؤں گا کہ وہ قابل نہیں کہ اس کی حکمرانی قبول کی جائے دوسری صورت یہ ہے کہ مجھے دریا کے ساتھ ساتھ دوسرے ملک میں دوسرے علاقے میں نکل جانے دو۔

اور جب دونوں صورتیں رد کر دی گئیں تو مادی ساز و سامان کی قلت کے باوجود باطل سے ٹکرانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

۶ مئی کو انارکلی کے جلوس نے نکی مسجد کے سامنے راستہ بند پایا تو عینی شاہدوں کے مطابق اگلے حصے کے نوجوانوں نے سرکاری ڈیوٹی پر متعین افراد سے بحث کی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری تم سے کوئی لڑائی نہیں۔ ہمیں یہاں سے گزرنے دو۔ جلوس پر امن رہے گا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی وہ پلٹ کر ایبک روڈ سے نکلنے کی کوشش کرنے لگے۔ مگر وہ سڑک بھی بند کر دی گئی تھی۔ گنپت روڈ کی طرف آئے تو ادھر بھی جانے کی اجازت نہ ملی۔ اب صرف ایک راستہ تھا کہ واپس چلے جائیں۔ اس راستے سے منہ موڑ لیں جو حق پرستوں کی منزل کی طرف جاتا ہے۔ یا پھر حسینی کردار تازہ کر دیں۔ انہوں نے دوسرا راستہ پسند

کیا اور بڑے آدمیوں کی صف میں شامل ہو گئے
بہادر یار جنگ نے کہا تھا:
دنیا میں ہمیشہ یزید پیدا ہوتے رہتے ہیں اور پیدا ہوتے رہیں گے دنیا کو ہمیشہ حسین رضؓ کی ضرورت رہی ہے اور رہے گی۔ البتہ یزید کو دیکھنے کے لئے حسین کی نگاہ درکار ہے اور یزید سے نپٹنے کے لئے حسین رضؓ کا دل ——
چھ مئی کو لاہور کے جیالوں نے اپنے دور کے یزید کو یقیناً پہچان لیا تھا۔

تحریر: نجم الدین سرہندی ایڈووکیٹ

پولیس کیا اس کی اصلاح ممکن ہے

یا سردار جی والی مثال کہ: "آئندہ ریل کا آخری ڈبہ ہی نہ لگایا جائے!"

بے جا اختیارات اور بڑھی ہوئی انانیت اس محکمہ کے محبوب ہونے اور انسان بننے میں مانع ہے

ہائی کمان کے حکم کے نام پر یہاں ہر قبیح فعل روا رکھا جاتا ہے!

پولیس مملکت پاک میں جب جب انسانیت لٹی وہ اس کے حسن ہی کی کرشمہ سازی تھی۔ جہاں جہاں ملتِ پاک کی اعلیٰ اقدار کا خون ہوا وہ اسکی کارکردگی کا ہی عکس تھا۔

اس کے دم قدم سے یہاں عزت دار رذیل، اور رذیل ذی شان کہلاتا ہے۔ سمجھدار چور سنا ہے چوری کرتے وقت اسکی وردی پہن لیتے ہیں۔ اتنی دیر بیچارے پولیس والوں کو صافہ باندھ کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ اس لیے بر وقت موقع واردات پر نہیں پہونچ سکتے۔

اس کے اذن کے بغیر پتہ نہیں ہل سکتا۔ صرف عصمت فروشی اور غنڈہ گردی کے اڈے۔ اس کے زیر سایہ پروان چڑھتے ہیں۔ سمگلروں کی یہ پاسبان بن جاتی ہے۔ یہ رشوت لیتی نہیں، اس کا بیوپار کرتی ہے۔ اس کی کس کس ادا کا ذکر کیا جائے۔ ہر ادا قاتل ہے۔

بے جا اختیارات، اور بڑھی ہوئی انانیت کا مرض اس محکمے کے محبوب ہونے اور انسان بننے میں مانع ہے۔

کسی بوڑھی کا خوش ہو کر ڈپٹی کمشنر کو دعا دینا۔ کہ خدا تمہیں تھانیدار بنائے۔ ممکن ہے زمانہ قدیم کی بات ہو، مگر یہ ابھی کل کی بات ہے کہ وزیر اعظم کسی کارخیر سے متاثر ہو کر ایک صاحب سے اس کا کام کرنے کا وعدہ کر بیٹھے، جب وہ ایفائے عہد کے طور پر اپنا حق مانگنے پہونچے تو پوچھنے پر کہ بولو کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگے:

میرے بیٹے کو تھانیدار بنا دیجئے جو کہ ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی تھا۔

یار دوستوں نے کہا: میاں کوئی افسری مانگ لی ہوتی۔۔؟ جواب تھا:

بھائی یہاں پر افسر اور صاحب کا بھرم۔ تھانیدار کے دم سے ہی قائم ہے۔

بلاشبہ اعلیٰ حکام اور سیاست دان پولیس کو آلۂ کار بنا کر غلط کام کرواتے ہیں اور پولیس کے پاس یہ کہنا کہ مجبوری ہے۔ کیا کیا جائے ہائی کمان کا حکم ہے۔ ایک ایسا حربہ ہے جس کے نام پر ہر قبیح فعل روا رکھا جاتا ہے اور ہر جرم حلال قرار دیا جاتا ہے۔

علاقہ کے عوام کو مرعوب رکھنے کے لیے اور وطن دشمن عناصر کی دل جوئی کے لیے صدر مملکت سے قرابت داری، کسی وزیر یا بااثر ہستی سے تعلق کا پروپیگنڈہ۔ پولیس والوں کا مرغوب مشغلہ ہے۔ جو عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کسی حلقہ میں کسی تھانیدار کی نئی تعیناتی ہوتی ہے تو چند روز پیشہ ور، چٹی دلالوں سے بے اعتنائی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ خاندانی اثر و رسوخ اور امارت کا پروپیگنڈہ کر کے خاندانی وقار اور دیانت داری کا بہروپ بھرا جاتا ہے۔

مگر حالات اور ماحول کا بھیدی۔ ہونے کے بعد وہی شب و روز۔۔۔ دلالوں کی وہی دلالداریاں اور نذرانے۔ عوام کی وہی بے بسی۔ اور مجبوریاں۔

ایک طرف رشوت لے کر جرائم کی پردہ پوشی کر کے ان کے کم ہونے اور ختم ہونے کا ڈھنڈورا پیٹ کر انسانیت کا خون کیا جاتا ہے۔

دُوسری طرف اس کے منشور کے تابع کہ:-

چلی ہے ہوا کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے۔

آپ نے وہ لطیفہ تو سنا ہوگا!

گوالا: تھانیدار جی! میں نے جو رپورٹ لکھوائی تھی خارج کر دیجئے۔ میری بھینس مل گئی ہے۔ میرے بیٹے نے اسے گھر کے پچھواڑے باندھ رکھا تھا۔

تھانیدار: ہم مجبور ہیں بھائی۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہم تمہاری بھینس چوہدری ظہور الٰہی کے گھر سے برآمد کر چکے ہیں۔

سات مارچ انتخابات کی دھاندلیاں، اس کے بعد قومی بحران، تحریک کے پرامن جلوسوں پر ظلم و تشدد۔ اگرچہ حکم۔ حاکم بھی تھا۔ مگر پولیس والے بھی برملا اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ اللہ نے ہمیں جمہوریت اور انسانیت کی خدمت کا قسمت سے موقع دیا ہے، کیوں نہ دل کے ارمان پورے کیے جائیں۔

جس طرح پسندیدہ شخصیتوں کی خواہشات کو پولیس نے عملی جامہ پہنایا۔ دھاندلی کے جواز میں مجبوری ہے۔ "ہائی کمان کا حکم ہے" کے نعرے کو جس طرح عام کیا، غنڈوں کو رضاکار بھرتی کرکے یک طرفہ کھیل کھیلنے کا موقع دیا۔ لیڈروں کو اسپیشل پولیس کی پیٹیاں دیکر بیلٹ بکس کے پاسبان بنا دیا۔ کہ تمام اصول و ضوابط اس بے اصولی کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے۔ یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اس قومی بحران کی روحِ رواں پولیس کی انتظامی غلطیاں اور کوتاہیاں تھیں۔

تھانیدار جن کا یہ معمول تھا کہ سارے دن سائلوں کو چند غلیظ گالیاں، چوروں اور بدمعاشوں کی دل جوئی کیلیے اپنے رسوخ کی چند داستانیں، شام کو دن بھر کی وصولی اور نذرانوں کا عملے کے ساتھ فہمیدہ حساب اور اس طرح مصروف ترین دن گذار کر کام کی تھکان اور ملت کے درد میں بے حال ہو کر سو جانا کہ صبح کسی نئے شکار کی اطلاع پاکر بیداری اور پھر وہی معمول۔

جب قومی اتحاد کی تحریک کے دنوں میں نظم و ضبط کے لیے پولیس کو کام کرنا پڑا۔ اگرچہ اس ظلم و تشدد کے لیے بھی ان کو بے جا ترقیاں اور الاونس کے نام پر بڑی بڑی رشوتیں دی گئیں پھر بھی یہ پکار اٹھے کہ صاحب! ہم سے یہ نوکری نہیں ہوتی۔ چوبیس گھنٹے کام وہ بھی گھر سے کھاکر اس سے تو ریلوے کی چوکیداری بھلی۔ جہاں شام کو دو چار سیر چوری کے کوئلہ کی بچت تو ہو جاتی ہے۔

جب ۷۱ء میں مشرقی پاکستان میں نظم و نسق کے لیے پنجاب پولیس کو بھیجا جا رہا تھا تو اسکی روانگی کے موقع پر چند زخم خوردہ کہ رہے تھے کہ۔ وہاں پر انتظام اور انصاف تو اب خدا حافظ، مگر کم از کم پنجاب پولیس کی تطہیر و اصلاح کا یہ بہترین طریقہ ہے کہ بقیہ پولیس کو بھی وہاں بھیج دیا جائے۔ چشمِ فلک نے دیکھا اس نے سچ مچ وہاں اپنا مزاج نہ بدلا۔ زمانے نے اپنے انداز بدل لیے۔

اب موجودہ فوجی حکومت نے پولیس کو راہِ راست پر لانے کا بیڑا اٹھایا ہے اس کو انسانیت اور دیانت داری کا درس دینے کا پروگرام بنایا ہے۔ بلاشبہ یہ احسن اور مقدم سوچ ہے۔ اور آنے والی نسلوں پہ ایک احسانِ عظیم ـــ۔

یہ حقیقت ہے۔ کہ انتظامیہ میں پولیس کی حیثیت بنیادی کڑی کی ہے۔ اگر اسکو ایمانداری سے کام کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔ تو ہر قسم کی بُرائی خود بخود ختم ہو جائے گی۔

مگر ہر ذی شعور پاکستانی کے ذہن میں یہ سوال ابھر رہا ہے، کیا۔ پولیس کی اصلاح ممکن ہے۔؟

یہاں تو سردار صاحب والی وہی مثال صادق آتی ہے جو اس کمیشن کے سربراہ تھے جس کا کام ریلوے میں شکایات دُور کرنا تھا جب اس کے پاس ایک ہی شکایت بار بار دہرائی گئی کہ ڈبہ میں دھکے بہت لگتے ہیں تو اس نے تنگ آکر سفارش کر دی کہ:-

"آئندہ ریل کا آخری ڈبہ ہی نہ لگایا جائے"

درج ذیل نظم جو قاید جمعیۃ علماء اسلام وقاید پاکستان قومی اتحاد مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ کے دہوار فکر کا نتیجہ ہے۔ آج سے تقریباً پانچ سال قبل ماہنامہ انوار مدینہ لاہور میں زیور طباعت سے آراستہ ہوئی تھی۔ اس نظم کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر قارئین "ترجمان اسلام" کی ضیافت طبع کے لیے شایع کیا جا رہا ہے۔ یہ گراں بہا نظم جمعیۃ طلباء اسلام لاہور کے ناظم عمومی محمد ادریس نے ادارہ کو مہیا کی ہے جس کے لیے ادارہ ان کا شکر گذار ہے

نداء الاسیر

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ قائد جمعیۃ علماء اسلام

حضرت مفتی محمود صاحب ۱۹۵۳ء میں بسلسلہ تحریک ختم نبوت سنت یوسفی پر عمل کرتے ہوئے ملتان جیل میں محبوس ہوئے تو حضرت مفتی اعظم مفتی کفائت اللہ دہلوی کے تتبع میں یہ نظم کہی۔ حضرت مفتی اعظم ۱۹۳۲ء میں قاید جمعیۃ علماء ہند کی حیثیت سے سول نافرمانی کرتے ہوئے گرفتار ہوئے اور اٹھارہ ماہ قید باشقت کی سزا کے سلسلے میں ملتان سنٹرل جیل لائے گئے۔ عید کے موقع پر آپ نے جیل کے نگران میجر فضل الدین کو ایک فصیح و بلیغ عربی نظم میں تہنیت عید بھیجی جس میں عید کے موقعہ پر ایک قیدی کے جذبات واحساسات کا اظہار کرتے ہوئے اسلامی حمیت وغیرت اور آزادی حاصل کرنے کے عزم مصمم کا بھی ذکر کیا تھا

حضرت مفتی محمود صاحب جو دینی فقہی اور علمی و عملی ہر میدان میں حضرت مفتی اعظم کے صحیح جانشین ہیں کی یہ نظم ہمیں مولانا حبیب اللہ صاحب ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال نے مرحمت فرمائی۔ ہمیں یہ نظم دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی کیونکہ ہمارے خیال میں حضرت مفتی صاحب عظیم فقیہہ، بلند پایہ شیخ الحدیث اور ایک صاحب فراست سیاست دان تو تھے، لیکن اس کا قطعاً علم نہ تھا کہ آپ شعر بھی کہتے ہیں۔ یہ نیا شاعرانہ پہلو شاید قارئین کے لیے بھی انکشاف کی حیثیت رکھے گا۔ حضرت مفتی محمود صاحب کے ساتھ جیل میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا سید نور الحسن بخاریؒ، مولانا محمد اسماعیل صاحب، حافظ خادم حسین صاحب اور ناظم جامعہ رشیدیہ بھی تھے۔ مفتی صاحب جمعہ پڑھایا کرتے۔ شیخ التفسیر قرآن پاک کا درس دیتے تھے اور مولانا حبیب اللہ صاحب نے رمضان میں قرآن پاک سنایا

وانی دار ھنا سکن الذی　　　اعان علی تقویم دین مقوم

میں ایک ایسے گھر میں ہوں (جیل میں) کہ یہاں وہ شخص رہا ہے کہ جس نے دین قیم کی درست کاری میں مدد کی ہے۔

ففیھا ابن اسرائیل یوسف نازل　　　علیہ سلام اللہ لیس باجذم

تو اس میں اسرائیل علیہ السلام کے بیٹے یوسف علیہ السلام بھی ٹھہرے، ان پر خدا کی طرف سے نہ منقطع ہونے والی سلامتی کا نزول ہو۔

وقد سکنت فیھا ائمۃ دیننا　　　وفیھا ابو فقہ کثیر التکرم

اس میں ہمارے ائمہ دین بھی رہے ہیں۔ اس میں ابو الفقہ (امام ابو حنیفہ) جو بہت بزرگی والے ہیں، رہے ہیں

وفیھا ابن تیمیہ تراہ موثقا　　　مقام کریم اشجع مسلم

اس میں ابن تیمیہؒ (رہے ہیں) انہیں تم دیکھو کہ وہ مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں عمدہ مقام کو بہت بہادر ڈھاٹا باندھنے والے ہیں۔

وشیخ بسرهند المبارک منزلا بها صار شیخنا قطب فضل [illegible]

اور شیخ جو سرہند مبارک میں ٹھہرے ہوئے ہیں اسی قیدخانے میں شیخ قطب فضیلت اور صاحب عمامہ ہوئے۔

هناك رشید جاء بالفضل والعلی وعرف محمود هناك بضیغم

یہیں (قیدخانہ ہی میں) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فضیلت و بلندیاں لے کر آئے اور یہاں حضرۃ شیخ الہندؒ مولانا محمود الحسن ضیغم اسلام معروف ہوئے

کفایة مولانا وفخر زماننا فکل سما فیها مدارج سلم

ہمارے آقا کفایت اللہ اور ہمارے زمانہ کے فخر (یعنی مولانا فخر الدینؒ) ہر ایک قید ہی میں (بلندیوں) کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر ابھرے

وفیها حسین احمد تراه توطنا لذاك تراه الیوم خیر میمم

اسی میں حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کہ تم دیکھو گے کہ انہوں نے اپنا وطن ہی (قیدخانہ) بنالیا۔ اسی لیے آج تم دیکھو گے کہ وہ ایسے ہیں کہ سب سے بہتر مقصود بن گئے۔

وفیها قضی عمرا امیر شریعة وفیها امام الهند جاب تقدم

اور اسی میں امیر شریعۃ (مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم) نے اپنی عمر کا ایک حصہ گذارا، اور اسی میں امام الہند (مولانا ابوالکلام آزادؒ) آگے بڑھنے کی فضیلت لائے۔

فلولا اری فیها مآثر سارة ولو لم اظن الدار دار تنعم

اگر میں اس میں اس چلنے والے (قافلہ) کے مآثر و نشانات نہ دیکھتا اور اگر میں اس گھر (قیدخانہ) کو نعمتوں کا گھر نہ جانتا

ولو لم اخل فیها معارج ذروة ولم ارتقب فیها حصول التکرم

اور اگر میرے خیال میں اس میں بلندیوں کی چوٹیاں نہ ہوتیں اور (میرے نزدیک) اس میں بزرگی کے حصول کی تاک نہ ہوتی

ولم ارج فیها النیل نیل سعادة ولم انتظر فیها نزول الترحم

اور اگر میں اس میں حصول سعادت کی امید نہ رکھتا ہوتا اور (اگر) اس میں رحمتِ خداوندی کے اترنے کا مجھے انتظار نہ ہوتا

ولم احتسب ذاك الورود فریضة رضا للنبی ماجد ومکرم

اور اگر میں اس (قیدخانہ) میں آنے کو فرض نہ جانتا ذی المجد والکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی کے لیے

وحفظا لدین قیم واماطة لکذب رجیم خادع وغلیم

اور دینِ قیم کی حفاظت اور راندہ درگاہ دھوکہ باز اور غلامِ ذلیل کے جھوٹ کو دفع کرنے کے لیے۔

فلو لم یکن هاذاك ما سرت نحوها بقلب حریص مشرئب متیم

اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو میں قیدخانہ کی طرف ایسے دل سے نہ چلتا جو لالچ میں بے تاب اور سر اٹھائے ہوئے ہو۔

ولم افترق اهلی و داری بساعة ولم ادخل البیت المقفل فاعلم

اور میں اپنے گھر اور اہل و عیال سے ذرا سی دیر کے لیے بھی جدا نہ ہوتا اور دیکھو کہ نہ ہی اس مقفل گھر میں داخل ہوتا

ولم ترنی المحبوس فی السجن لحظة وکنت جمیعا بالرفیق المعظم

اور تم مجھے ایک لحظہ کے لیے بھی قید میں بند دیکھتے اور میں رفیق معظم (اپنے شیخ) کے ساتھ ساتھ ہوتا

ولوکنت فی رمضان بمونس غربة — ولم تدر ماحال الاسیر المجمجم

اور رمضان میں ئیں پردیسی زندگی سے مانوس نہ تھا اور تم نہیں جان سکتے کہ بے بس قیدی کا کیا حال ہوتا ہے۔

ولم ترنی قاسیت کابة غزلة — وماکا لحظی دفعة بمحرم

اور تم نے مجھے نہ دیکھا ہوگا کہ ئیں نے یکسوئی کی تکلیف سہی ہو۔ (اور جیل میں آنے سے پہلے) میرا چانک (سب کو) دیکھنا حرام نہ ہوتا تھا

وماکان فی قلبی حریق تشوق — وماکان جسمی للعدی بمسلم

اور میرے دل میں شوق کی آگ نہ تھی اور میرا جسم دشمنوں کو نہ سونپ گیا تھا۔

فارجو الکریم الرب حسن تقبل — عسی اللہ ان یجعلہ خیر متقدم

ئیں اپنے پروردگار کریم سے امید رکھتا ہوں حسن قبول کی۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آمد (جیل) کو بہتر بنادے

تحریر: الطاف حسین کاشمیری

بھٹو صاحب معافی چاہتے ہیں

لیکن کیا قوم معاف کر دے گی؟

مری سے سابق وزیر اعظم نے بالواسطہ اخباری بیان میں کہا ہے کہ:

"قوم نے مجھے معاف کر دیا ہے۔"

نیز کہا کہ میں عدالت میں حاضر ہوں گا۔

بلاشک و تردد سابق وزیر اعظم قوم سے معافی مانگیں گے۔ اس لیے انہیں علم ہے کہ انہوں نے اپنے دور حکومت میں قوم پر کیا کیا ظلم کیے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا قوم بھٹو کو معاف کر دے گی ——؟

• قوم تب معاف کرے جب قوم نے خواجہ رفیق شہیدؒ، مولانا شمس الدین شہیدؒ، ڈاکٹر نذیر شہیدؒ، عبدالصمد اچکزئی شہیدؒ وغیرہ کی شہادتوں کو فراموش کر دیا ہو۔

• صحافی تب معاف کریں جب ان کے قلم پر پابندی عاید نہ کی ہو، اور غلامی کی زنجیروں سے جکڑا نہ ہو۔

• طلباء تب معاف کریں جب ان سے حسنِ سلوک کیا گیا ہو؟

مزدور و کاشتکار تب معاف کریں جب ان کو اپنے حقوق ملے ہوں

لیکن کیا قوم اتنی جلدی اتنے افسوسناک واقعات بھول جائے گی۔؟

نہیں - نہیں ہرگز نہیں!

وہی بھٹو قوم سے معافی مانگ رہے ہیں جنہوں نے ہنگامی حالات کا نفاذ کیا۔ پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ لگائی۔ آزادئ تقریر و تحریر کو سلب کیا

کیا یہی وہ بھٹو نہیں ہیں جنہوں نے طلباء کو ننگا کر کے شاہراہ قائد اعظم پر پیٹا -؟

کیا یہی وہ بھٹو نہیں ہیں کہ جن کے دورِ اقتدار میں سیاسی رہنماؤں کو جیلوں میں جھوٹے مقدمات کے تحت بند کیا گیا -؟

کیا یہی وہ بھٹو نہیں ہیں جنہوں نے لیاقت باغ کے جلسہ عام میں گولیوں کی بارش برسائی اور نوجوانوں وضعیفوں کو خون میں لت پت کیا؟

کیا یہی وہ بھٹو نہیں ہیں جنہوں نے شیخ مجیب الرحمٰن کی وکالت کی، پھر انہیں غدار کہا ——؟

کیا یہی وہ بھٹو نہیں ہیں جنہوں نے ولی خان کے ساتھ سیاسی معاہدہ کیا۔ پھر غدار کہا؟

کیا یہی وہ بھٹو نہیں ہیں جنہوں نے شیرپاؤ کے قتل کے پردے میں نیشنل عوامی پارٹی پر پابندی عاید کی -؟

کیا یہی وہ بھٹو نہیں ہیں کہ جنہوں نے اسلامی سربراہی کانفرنس کے پردے میں بنگلہ دیش کو منظور کیا -؟

کیا یہی وہ بھٹو نہیں کہ قومی اسمبلی جیسے جمہوری اور قومی ادارے سے حق کی بات بلند کرنے والوں کو ایف۔ ایس۔ ایف کے ذریعے باہر پھنکوایا -؟

کیا یہی وہ بھٹو نہیں ہیں کہ جنہوں نے آزاد کشمیر میں مجاہد اوّل کی حکومت کو برطرف کیا اور سوشلزم کا پودا لگایا؟

کیا یہی وہ بھٹو نہیں ہیں کہ جن کے دورِ اقتدار میں گلبرگ اور سمن آباد کی لڑکیوں کو دن دہاڑے اغوا کیا جاتا تھا، سورج کی روشنی میں بنکوں اور کارخانوں میں ڈاکے ڈالے جاتے -؟

کیا یہی وہ بھٹو نہیں ہیں کہ جن کے دورِ اقتدار میں:

"اسلام جائے بھٹو آئے"

کے نعرے لگے۔ اور شعائر اسلام کی توہین کی گئی؟

اگر واقعی مذکورہ بالا صفات سے موصوف **بھٹو آج قوم سے معافی مانگتا ہے تو قوم ایسے ظالم کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔**

باقی رہا معاملہ کہ قوم کی عدالت میں حاضر ہونگے تو ہم دست بدعا ہیں کہ آپ ضرور عوامی عدالت میں حاضر ہوں۔ تاکہ قوم دیکھ لے کہ

ہزاروں کی تعداد میں پی پی پی میں داخل ہونے والے آج کہاں ہیں؟۔

اور بھٹو کو بھی معلوم ہو جائے کہ:

قوم کس کے ساتھ ہے اور کیا چاہتی ہے؟

پیر جی عبدُاللطیف رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے اکابر

تحریر مولانا اللہ وسایا صاحب

شیخ الطریقت پیر جی عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۲ھ رائے پور گجراں بھارت میں مولانا حافظ صالح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے حافظ مولانا صالح محمد صاحب گجر برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اپنے علاقے میں دینی و دنیاوی ہر قسم کی شہرت کے حامل تھے۔

موصوف امام الفقہ حضرت القدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے قسام ازل نے حضرت پیر جی کے لیے عظیم دینی ماحول کا ابتداء ہی سے انتظام فرما دیا تھا۔ والد گرامی حضرت حافظ صالح محمد نے آپ کی تربیت کی۔ بچپن میں آپ کو جامعہ رشیدیہ رائے پور گجراں میں داخل کرا دیا گیا۔ جامع رشیدیہ کے بانی حضرت مفتی فقیر اللہ اور مولانا فضل محمد صاحب سے آپ نے قرآن مجید اور فارسی عربی، صرف و نحو فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

باطنی تربیت کے لیے آپ کو امام الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ سے بیعت کرایا گیا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا حافظ صالح محمد کا بے پناہ دلی احترام کرتے تھے۔ اس تعلق خاص کی وجہ سے حضرت اقدس نے پیر جی عبداللطیف کی تربیت پر خصوصی توجہ دی اور آپ کو پیر جی کا خطاب دیا۔ حضرت شیخ صاحب کا دیا ہوا یہ خطاب بعد میں آپ کا جزو نام بن گیا پورے ملک میں آپ کو پیر جی کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔۔ بیعت کے کچھ عرصہ بعد حضرت رائے پوری نے پیر جی کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

تقسیم کے وقت آپ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں تشریف لائے۔ ایک جوہڑ نما کھڈہ کے کنارہ پر مدرسہ تجوید القرآن کی بنیاد رکھی۔ پہلے یہاں ایک برگد کا درخت تھا جس کے نیچے بھنگی، چرسی اور ملنگوں کا ڈیرہ تھا ان لوگوں نے پیر جی کی مخالفت میں طومار باندھے مگر آپ یمین و یسار کی پرواہ کئے بغیر اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے۔ بالآخر ایک ایک کر کے وہ لوگ چلے گئے اور آپ کو دین کی خدمت کرنے کے لیے اچھا خاصا صالح ماحول میسر آ گیا آپ نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ آپ کی درویشی، امانت و دیانت پر لوگوں کو بھرپور اعتماد تھا۔ بغیر اپیل و چندہ کے وہ مسجد مکمل ہو گئی۔ مدرسہ کی طرف توجہ دی تو دیکھتے ہی دیکھتے یکے بعد دیگرے کمرے تعمیر ہوتے چلے گئے۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا عبدالعلیم کی روایت کے مطابق ایک ایسا وقت آیا کہ آپ کے پاس مدرسہ کے اخراجات کے لیے ایک پائی تک نہ تھی۔ شدید ضرورت اور رقم کے فقدان کے باوجود آپ پریشان ہونے کی بجائے برگد کے درخت کے نیچے مصلّے ڈال کر دو رکعت نماز نفل پڑھی دعا سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ خدائے بزرگ و برتر نے غیب سے ایسا انتظام کر دیا کہ آپ کے پاس لاتنے پیسے جمع ہونے شروع ہو گئے کہ تمام اخراجات پورے کرنے کے بعد بھی وافر مقدار میں بچ گئے۔

اس واقعہ کے بعد آخری دم تک آپ کو خداوند کریم نے مدرسہ کے مالی سلسلہ میں پریشان نہیں ہونے دیا۔ مدرسہ کے یوم تاسیس سے لے کر آج تک کوئی اپیل نہیں کی گئی کوئی سفیر نہیں رکھا گیا توکلاً علی اللہ سارے اخراجات پورے ہو رہے ہیں۔ یہی مدرسہ تجوید القرآن جو ایک جوہڑ نما کھڈہ کے کنارے پر قائم کیا گیا تھا۔ آج عظیم جامع مسجد، مدرسہ کی عظیم عمارت اصحاب ثابت، و فرعہائے الستّاکی علمی نفیس پیش کر رہی ہے۔ اس وقت مدرسہ میں سینکڑوں مسافر و مقامی طالب علم ہیں۔ جو کتب، حفظ و ناظرہ اور تجوید پڑھ رہے ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لیے سات قابل اساتذہ مقرر ہیں۔ جو پیر جی مرحوم کی وفات کے بعد آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔

اسی طرح جامع مسجد میں آپ کے صاحبزادے عبدالحفیظ صاحب خطبہ جمعہ اور درس قرآن دیتے ہیں۔ جس سے شہر اور علاقہ کے ہزاروں مسلمان فیضیاب ہوتے ہیں۔

پیر جی رحمۃ اللہ علیہ جب اول اول یہاں تشریف لائے تھے۔ تو ماحول ناساز گار تھا آپ کے خلوص للہیت اور درویشی کی وجہ سے لوگ پروانہ وار جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اس وقت آپ کے مریدین و متوسلین عقیدت اور ارادت مندوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ جن کو آپ نے تصوف و سلوک کے رموز پڑھائے۔ تعلق باللہ کے اسرار سے واقف کیا۔ مگر آپ کے کمال احتیاط اور کمال کسر نفسی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے کسی کو خلافت نہیں دی تھی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ۱۹۷۴ء میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ اکابرین علماء سے آپ کا خصوصی لگاؤ تھا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر اور دیگر حضرات آپ کے مدرسہ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لایا کرتے تھے طبعاً ملک کی مروجہ جھوٹ و نفاق کی سیاست سے آپ کو نفرت تھی۔ تاہم ملک میں اسلامی نظام کے لیے مخلصانہ مساعی میں آپ پیش پیش تھے۔ جماعت جمعیۃ علماء اسلام سے آپ کا گہرا ربط تھا۔ استاذی المحترم مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت قبلہ مفتی محمود دامت برکاتہم کا آپ دل سے احترام کرتے تھے۔ موجودہ تحریک نظام اسلامی میں آپ نے دیوانہ وار محنت کی جیسے جلوس میں بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود شرکت فرماتے رہے۔ وفات سے قبل راولپنڈی میں حضرت مفتی

صاحب سے دو دفعہ ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کی مخلصانہ کوشش اور دلی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو سرخرو فرمائے جو اسلامی نظام کے لیے کوشاں ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام سے تعلق کے باوجود ملک کی تمام دینی جماعتوں کے سربراہ آپ کا بے پناہ احترام کیا کرتے تھے۔

۱۳۲۸ھ سے لے کر ۱۳۹۷ھ تک ۶۹ سال کی عظیم جدوجہد اور محنت کے بعد یہ عظیم درویش منش، فرشتہ سیرت انسان حضرت پیر جی عبدالطیف رحمۃ اللہ علیہ ۲، ۳ جولائی کی درمیانی رات بارہ بجے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ وفات کا واقعہ بھی ایمان پرور ہے ساڑھے دس بجے رات دل کی تکلیف ہوئی فوراً وضو کیا۔ گھر تشریف لے گئے۔ سب سے چھوٹی بچی کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیر کر گھر والوں کو نصیحت وصیت فرمائی مگر کسی کو محسوس نہ ہونے دیا کہ آپ کا آخری وقت ہے اور جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔

اس کے بعد صاحبزادے مولانا عبدالحفیظ اور مدرسہ کے مدرس مولانا حافظ غلام یٰسین کو بلا کر سورہ یٰسین سننی شروع کی۔ جب انہوں نے بارہ بار ہی تلاوت مکمل کی تو آپ نے ذکر شروع کر دیا۔ ساڑھے بارہ بجے رات جس ذات گرامی کا ذکر کر رہے تھے۔ ان کی طرف بلاوا آگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کے جنازہ کی اطلاع کے لیے مختلف مقامات پر فون کئے گئے۔ ہزاروں علماء مشائخ، عقیدت مند آپ کے جنازہ میں ملتان، لائل پور، لاہور، ساہیوال، عارفوالہ کمالیہ، بہاولنگر اور مضافات سے شریک ہوئے اس جنازہ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں اکثریت علماء ومشائخ کی تھی

حسب پروگرام نماز جنازہ مولانا محمد عبداللہ صاحب نے پڑھانا تھی۔ مگر بروقت آپ نے مولانا عبدالعلیم صاحب پیر جی کے صاحبزادہ کو حکم فرمایا۔ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں شریک لوگوں کا کہنا ہے کہ چیچہ وطنی کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ کبھی نہیں ہوا۔ کلمہ شہادت۔ ذکر، سسکیوں اور آہوں کی فضا میں آپ کو رحمت خداوندی کے سپرد کر دیا گیا۔

تدفین کے بعد حضرت پیر جی کے بزرگ برادر حضرت اقدس شیخ طریقت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری دامت برکاتہم نے دعا کرائی۔

رات کو تعزیتی جلسہ تھا۔ جس میں مولانا محمد عبداللہ۔ مولانا حبیب اللہ، مولانا عبدالحی مولانا عطاء المنعم، مولانا عطاء المحسن، مولانا عبدالعلیم کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی خطاب فرمایا۔ بارہ مقررین نے تقریریں کیں۔ مگر جلسہ کی کارروائی دو گھنٹہ میں ختم ہو گئی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ جو مقرر تقریر کے لیے اٹھتا چند منٹ کے بعد اس پر رقت طاری ہو جاتی۔ اور وہ معذرت کر کے بیٹھ جاتا۔ آپ کے صاحبزادہ پر تو کھڑے ہوتے ہی رقت طاری ہو گئی کچھ کہے بغیر معذرت کر کے بیٹھ گئے۔

یوم وفات سے لے کر تادم تحریر تعزیت کرنے والوں کا سلسلہ جاری ہے جید علماء مشائخ اور حضرت کے متوسلین تعزیت اور دعا کے لیے دھڑا دھڑ پہنچ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں خانقاہ سراجیہ کے گدی نشین مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا خان محمد صاحب مولانا محمد شریف جالندھری تعزیت اور دعا کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ ملک بھر کے تمام دینی اداروں میں قرآن خوانی ہوئی۔ تعزیتی جلسے ہوئے۔ تاریں، فون، پیغام اخباری بیان کے ذریعے پورے ملک میں عوام نے جی بھر کر آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ پسماندگان میں ایک بیوہ، چھ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی

پاکستان قومی اتحاد کے صدر اور جمعیت علماء اسلام کے قائد مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب سے پنجاب ہاؤس میں ایک ملاقات

قومی اتحاد اپنے پاکیزہ مشن کی خاطر آئندہ عام انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کرے گا

قاری محمد اسد اللہ عباسی مری امیر جمعیت علماء اسلام کے قلم سے

مری جنوری ۱۹۷۷ء کے اوائل میں اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر بھٹو نے اپوزیشن کے زوردار مطالبے کی وجہ سے ۷ اور ۱۰ مارچ ۱۹۷۷ء کو ملک میں عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔ مسٹر بھٹو کے داغدار ماضی کی وجہ سے اپوزیشن اور قوم کو بھٹو سے منصفانہ انتخاب کی قطعی توقع نہ تھی۔ پاکستان کی ۹ جماعتیں پاکستان قومی اتحاد کے نام سے متحد ہو گئیں۔ قوم نے اس عظیم اتحاد کا والہانہ خیر مقدم کیا کراچی سے لے کر درہ خیبر تک ایک آواز کے ساتھ مسلمانان پاکستان نے قومی اتحاد کے پروگرام یعنی ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا ساتھ دینے کا پختہ فیصلہ کر لیا۔ ڈیڑھ ماہ کی مدت میں قائدین قومی اتحاد نے۔ ایک نام۔ ایک پروگرام، ایک نشان، ایک جھنڈا اور مشترکہ امیدوار کھڑے کر کے پورے پورے ملک میں الیکشن مہم چلا کر ملکی فضاء کو یکسر بدل دیا ہر سیاسی ذہن رکھنے والا شخص، سیاسی مبصرین ملکی وغیر ملکی صحافی، حالات کا اندازہ کر کے اپنی رائے کا اظہار کرنے لگے کہ پاکستان قومی اتحاد عام انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کرے گا۔ لیکن کسے معلوم تھا کہ تاریخ کے سب سے بڑے جھوٹے شخص نے قوم کے ضمیر کو پامال کرنے کے لئے درپردہ منظم سازش کر رکھی ہے۔ ۷ مارچ کی شام کو ریڈیو اور ٹی وی سے انتہائی فراڈ کے ساتھ یک طرفہ کامیابی کے جو اعلانات کیے گئے پوری پاکستانی قوم ہی نہیں بلکہ بیرونی دنیا حیران و ششدر رہ گئی

بالآخر قائدین قومی اتحاد نے ۱۰ مارچ کے صوبائی انتخاب کا بائیکاٹ کر دینے کا اعلان کیا تاریخ گواہ ہے کہ ۱۰ مارچ کو پاکستان بھر کے پولنگ اسٹیشنوں پر مکھیوں کا قبضہ رہا لیکن وقت کے ہلاکو خان نے اس سے سبق حاصل کرنے کے بجائے جعلی صوبائی اسمبلیاں بنا لیں۔ قائدین قومی اتحاد نے ۱۴ مارچ ۱۹۷۷ء سے ملک گیر سطح پر پر امن احتجاجی تحریک چلانے اور دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کا اعلان کیا پہلے دن یعنی ۱۴ مارچ کو پورے ملک کے بڑے شہروں میں قائدین قومی اتحاد نے خود جلوسوں کی قیادت کی اور تحریک کا آغاز کیا۔ یہ تحریک تاریخ میں بے مثال تحریک تھی اڑھائی ماہ کی اس تحریک میں ۱۲ سو سے زائد کارکن شہید کئے گئے۔ ۵ ہزار سے زائد زخمی ہوئے اور سوا لاکھ سے زائد پس دیوار زندان ہوئے درمیان میں مسٹر بھٹو مذاکرات جو درحقیقت اس کے نزدیک دھوکہ دہی کا دوسرا نام ہے، کی پیشکش کرتے رہے۔ لیکن P.N.A کے قائدین واضح کر چکے تھے کہ تم مستعفی ہو جاؤ، الیکشن کمیشن توڑ دو اور عام انتخابات فوج و عدلیہ کی زیر نگرانی دوبارہ کراؤ بالآخر اسلامی ممالک جن میں سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات اور لیبیا شامل ہیں۔ نے مشترکہ کوشش کی سعودی عرب کے فرمانروا شاہ خالد نے ذاتی دلچسپی لی اور مذاکرات کی تکمیل پر P.N.A کے قائدین اپنے صدر مولانا مفتی محمود مدظلہ کی قیادت میں آئے قوم نے دیکھا کہ یہ شاطر آدمی ایک ماہ سے زائد عرصہ تک ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔ اور P.N.A کے واضح مطالبے جو درحقیقت قومی مطالبات تھے قبول کرنے میں پس و پیش کرتا رہا۔ ایک طرف تو مذاکرات کی بات کی دوسری طرف اپنے غنڈوں ایف ایس ایف اور دوسرے اخلاقی مجرموں کو مسلح کرتا رہا اور اس شخص کی بدنصیبی دیکھئے کہ بے تحاشہ اسلحہ لائسنس اپنے کارکنوں میں تقسیم کئے۔ اور ایک ایم این اے کو ایک سو اور ایک ایم پی اے کو ۵۰ لائسنس جاری کرنے کا اختیار دے دیا جن لوگوں کو پستول اور بندوق صحیح طریقے سے پکڑنے بھی نہیں آتے تھے ان کو بھی لائسنس دیئے گئے یہ ملک میں خانہ جنگی کرانے کی عظیم سازش تھی۔ دوسری جانب اپنے تین چہیتوں مسٹر غلام مصطفےٰ کھر ڈاکٹر غلام حسین اور مسٹر ممتاز بھٹو کو بے لگام کر دیا۔ یہ لوگ برسر عام کہنے لگے کہ ہم تحریک کو کچل کر رکھ دیں گے۔ ہم ملک میں خون کی ندیاں بہا دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ پاکستان کی مسلح افواج بڑے تحمل سے اس منظر کا جائزہ لیتی رہی لیکن جب حالات بے قابو ہونے لگے اور P.N.A کے قائدین نے بھی بھٹو کو آخری وارننگ دے دی تو ۴ جولائی ۱۹۷۷ء کی رات ۱۲ بجے پاکستان مسلح افواج نے بری فوج کے سربراہ اور اس وقت کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی قیادت میں مسٹر بھٹو کی حکومت کا مکمل کامیابی کے ساتھ تختہ الٹ دیا۔ مسٹر بھٹو اور اس کے وزیران کرام جس کیفیت سے گرفتار کئے گئے وہ ہر آنے والے حکمران کے لیے تازیانہ عبرت ہے دوسری جانب سے P.N.A کے قائدین میں صدر محترم مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ۔ نوابزادہ نصر اللہ خان۔ پروفیسر غفور احمد ائیر مارشل

جمعیۃ علماء اسلام کے مخلص کارکنوں کی دعائیں میری زندگی ہے

اصغر خان شیر باز مزاری اور مولانا شاہ احمد نورانی شامل ہیں۔ کو حفاظت میں لیا گیا جب کہ پیر آف پگارہ شریف کو ۱۲ گھنٹے حفاظت میں رکھنے کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ سردار عبدالقیوم اور خان محمد اشرف خان کو حراست میں نہیں لیا گیا۔ ان رہنماؤں کو ۵ جولائی کو پنجاب ہاؤس مری میں رکھا گیا۔ جب کہ بھٹو کو گورنر ہاؤس مری اور راس کے باقی وزیروں کو ایبٹ آباد ریسٹ ہاؤس میں رکھا گیا۔

شروع میں دونوں طرف ملاقاتوں اور ٹیلیفون کرنے پر پابندیاں تھیں کچھ دنوں بعد ٹیلیفون کرنے کی اجازت ملی۔ راقم الحروف اس کھوج میں تھا کہ کب کوئی راستہ ملے کہ P.N.A کے قائد سے شرف ملاقات حاصل کروں بہرصورت ۱۴ جولائی ۱۹۷۷ء بروز جمعرات نماز عصر کے بعد میں نے ٹیلیفون کیا تو کیپٹن افتخار صاحب نے میرا نام وغیرہ دریافت کرنے کے بعد قائد محترم سے رابطہ قائم کیا انہوں نے

نہایت شفقت سے ٹیلیفون پر گفتگو فرمائی خیریت دریافت کرنے کے بعد میں نے سیاسی صورت حال پر عرض کیا تو فرمایا کہ کل چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ایم ضیاء الحق ہم سے ملنے یہاں آ رہے ہیں اور دوپہر کا کھانا وہ ہمارے ساتھ کھائیں گے۔ مزید حالیہ سیلاب زدہ علاقوں کے نقصانات اور متاثرین سے گہری ہمدردی کا اظہار فرمایا تمام کارکنان جمعیت کو ہدیہ سلام پیش فرمانے کے بعد فرمایا کہ تم دو تین دن بعد ٹیلیفون کر لیا کرو، میرے ساتھ جمعیت علماء اسلام تحصیل مری کے جنرل سیکرٹری قاری محمد ایوب صاحب بھی تھے۔ ہم دونوں انتہائی خوشی محسوس کرتے رہے

یلیے دوسرے دن چیف مارشل لاء کی آمد اور اس سے کی جانے والی بات چیت کا انتظار کرنے لگا۔ دل میں سوچنے لگا کہ کیا خوب ہو کہ حضرت مفتی صاحب اتنی سے ملاقاتیوں کی ملاقات کرنے کی اجازت حاصل کر لیں۔ خدا کی شان کے ہفتہ کے دن اخبار میں آ گیا کہ قومی اتحاد اور PPP کے لیڈروں سے ملاقات کی اجازت دے دی گئی۔ میرے لیے تو یہ بہت بڑی سعادت تھی کہ کم از کم اپنے قائد سے بالمشافہ ملاقات کرنے کا شرف حاصل کر سکوں گا۔ میں نے اس ضمن میں ایک ۵ رکنی وفد جن میں راقم الحروف قاری محمد ایوب صاحب مولانا عبدالحلیم قاسمی صاحب، مولانا غلام سرور ملتانی اور حاجی محمد دین صاحب لائل پوری شامل تھے۔

دوپہر کے وقت ہم لوگ پنجاب ہاؤس کے مین گیٹ پر پہنچے تو وہاں متعین ایک حوالدار صاحب نے گیٹ سے استقبالی آفس میں کیپٹن افتخار صاحب کو فون کیا کہ مفتی صاحب کے مہمان آ رہے ہیں۔ کیپٹن صاحب نے کہا کہ حضرت مفتی صاحب اس وقت آرام کر رہے ہیں۔ شام ۵ بجے آئیں ہم وہاں سے واپس مری شہر آ گئے۔ ایک گھنٹہ کا درمیان میں وقت تھا اس کے گذرنے کا بے تابی سے انتظار کرتے رہے۔ پھر ہم پونے پانچ بجے دوبارہ گیٹ پر پہنچ گئے حضرت مفتی صاحب کو گیٹ سے ٹیلیفون پر بتایا گیا حضرت نے نام پوچھ کر ملاقات کے لیے وقت دے دیا اور

پنجاب ہاؤس میں اس عظیم شخصیت کی ملاقات کے لیے گئے۔ حالانکہ راقم الحروف مری کا باشندہ ہے۔ لیکن اپنی ۲۹، ۳۰ سالہ عمر میں کبھی پنجاب ہاؤس نہ دیکھا اور نہ ہم کو ضرورت پڑی چونکہ مکان مکینوں سے آباد ہوتے ہیں آج اس ہاؤس میں وہ ہیں۔ جن کے لیے ساری قوم کے دل دھڑک رہے ہیں۔ ہم جس وقت گیٹ سے ۴۰ گز کے فاصلے تک پہنچتے ہیں تو ہمارے ساتھ فوج کے مزید جوان ساتھ ہو لیتے ہیں میرے پیچھے روزنامہ جنگ اور نوائے وقت کے نمائندے بھی ہوتے ہیں، وہ اصغر خان سے ملنے کی کہتے ہیں اور ہم حضرت مفتی صاحب کی

ہم کو مطلوبہ قائدین تک پہنچایا جاتا ہے جس وقت ہم حضرت مفتی صاحب کو ملنے ان کے ہاں پہنچتے ہیں تو وہاں دوسرے قائدین نوابزادہ نصراللہ خان پروفیسر غفور، مولانا نورانی اور شیر باز مزاری مع تین مہمانوں کے ساتھ چائے نوش فرما رہے ہوتے ہیں۔ ہم کو دیکھتے ہی قائد محترم کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر دوست سے بغلگیر ہو کر ملتے ہیں۔ اور ادھر تمام

قائدین بھی پھر فوراً حضرت مفتی صاحب مدظلہ ہم کو اپنے کمرے کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہاں ہم بیٹھتے ہیں نہایت شفقت کے ساتھ ہماری خیریت دریافت کی اور ہم نے ان کی پاؤں کے درد، دل کی تکلیف اور ذیابیطس کے متعلق پوچھا جواباً فرمایا کہ الحمد للہ طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔ کوئی تکلیف نہیں اللہ کا احسان ہے صرف آپ لوگوں سے دور ہوں۔ حضرت مفتی صاحب کی طبیعت خوب ہشاش بشاش نظر آ رہی تھی میں نے خیریت کے بعد پہلا سوال کیا کہ ایک کم کل کی جنرل ضیاء الحق صاحب سے آپ کی بات چیت کیسے رہی فرمایا کہ میں مجموعی طور پر بات چیت سے مطمئن ہوں۔ ملاقات کی تفصیلات پوچھنے پر بتایا کہ جنرل ضیاء صاحب سے پہلے میری ½ گھنٹہ علیحدہ گفتگو ہوئی پھر میں نے نصراللہ صاحب اور پروفیسر صاحب کو بلا لیا۔ کچھ دیر بعد ایئر مارشل صاحب کو بلا لیا گیا مفتی صاحب نے مزید فرمایا کہ ہم نے اکتوبر ۱۹۷۷ء کو ہونے والے عام انتخابات کے سلسلے میں اپنی طرف سے چند تجاویز جن کا تعلق الیکشن مہم کی مدت زیادہ کرنے مرکزی میٹنگز ورکرز میٹنگز اور عام اجتماعات منعقد کرنے کے ساتھ ہے پیش کی ہیں جن کا جلد ہی حل نکل آئے گا۔ میں نے پوچھا کہ نئے الیکشن کمیشنر کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ نئے الیکشن کمشنر

قومی اتحاد اپنے پاکیزہ مشن کی وجہ سے عام انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کریگا

آئندہ عام انتخابات میں مسٹر بھٹو کو الیکشن میں حصہ لینا چاہیئے

ظالم اور مظلوم کے ساتھ یکساں سلوک کرنا جانبداری ہے:

ایک دیانت دار اور محنتی آدمی ہیں ان کا ماضی بے داغ ہے اس لیے ان سے امید رکھی جاسکتی ہے۔ کہ وہ الیکشن کرانے کی اس اہم ذمہ داری سے بہتر طور پر عہدہ برآ ہوں گے۔ میں نے اس تحریک کے دوران P.N.A کے کارکنوں پر P.P.P گورنمنٹ کی طرف سے قائم کئے گئے۔ مقدمات کے متعلق پوچھا۔ فرمایا کہ جنرل صاحب نے بات چیت کے دوران مجھے تو یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ تحریک کے دوران کارکنوں پر قائم کئے گئے مقدمات واپس لے لیے جائیں گے۔ خواہ سیاسی انتقام کے طور پر ان پر اخلاقی جرائم کی دفعات بھی کیوں نہ لگائی گئی ہوں۔ میرے اس سوال پر کہ P.N.A کا اتحاد بدستور قائم رہنا چاہیئے مفتی محمود نے فرمایا کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ایک جماعت بن کر کام کریں انہوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم عوام کے جذبات کی ہر حال میں قدر کریں گے میں نے کہا کہ بعض رسائل میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ مسٹر بھٹو آئندہ عام انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے۔ اس پر آپ کا کیا ردعمل ہے مفتی صاحب نے برجستہ جواب دیا بھئی ہم تو چاہتے ہیں کہ مسٹر بھٹو الیکشن میں حصہ لیں۔ اگر وہ نہیں لیتے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ اس سے قبل ہمارے ۱۰ مارچ کے بائیکاٹ کے باوجود انہوں نے جعلی اسمبلیاں بنائیں یہ انتخاب مارشل لا حکومت کے تحت ہو رہے ہیں۔ اس لیے ان میں حصہ نہ لینا فرار کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ مفتی صاحب نے مزید کہا کہ ہم لوگوں نے ایک ظالم کے خلاف جنگ لڑی ہے ہم مظلوم ہیں۔ میں نے ضیاء الحق سے کہا ہے کہ ظالم اور مظلوم کے ساتھ یکساں سلوک کرنا جانبداری ہے۔ آخر ہم نے کیا قصور کیا ہے کہ تم نے ہم کو اس ہاؤس میں رکھا ہوا ہے۔ ہم کو یا تو جیل بھیجو یا آزاد کرو ہم یہاں نہیں رہنا چاہتے۔ کیونکہ یہ صریحاً جانبداری ہے۔ میں نے مفتی محمود سے سوال کیا۔ کہ کیا آپ اس ہاؤس کو زیادہ پسند کرتے ہیں یا جیل کو تو مفتی اعظم نے فرمایا کہ بھئی ہم تو اس جھونپڑے کو زیادہ پسند کرتے ہیں جہاں خدا کی یاد ہو بہ نسبت ان محلات کے جو خدائے ذوالجلال کی تعلیم سے خالی ہوں کیا پتہ اس ہاؤس میں بھٹو کے دور میں کیا کیا .... ہوا ہوگا۔

میرے اس سوال پر کہ آپ کا مشغلہ کیا ہے؟ فرمایا کہ تلاوت کلام پاک ذکر اللہ۔ اور آرام یا دوستوں سے مسائل پر گفتگو۔

حضرت مفتی صاحب میرے سوالات کا جواب دے رہے تھے۔ کمرے میں سناٹا تھا حضرت مفتی صاحب کی زبان سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ موتی ٹپک رہے ہوں اور ہم ان موتیوں سے اپنے دامنوں کو بھر رہے ہوں۔ حضرت مفتی صاحب نے میرے ایک سوال پر فرمایا ہم کو کہا گیا ہے کہ تمہیں اور بھٹو کو ریڈیو اور ٹی وی پر یکساں سہولتیں دی جائیں گی۔ اس طرح الیکشن مہم کی مدت میں کمی دور ہو جائے گی اور آپ کے خیالات ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے ملک کے عوام سن سکیں گے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں نے ضیاء الحق سے کہا کہ ہم کو یہ سہولت نہیں چاہیئے۔ مسٹر بھٹو تو عوام میں جا نہیں سکتے۔ ان کی یہ دلی خواہش ہوگی جب کہ ہم تو عوام الناس کے پاس خود چل کر جانا چاہتے ہیں۔ اس لیے کہ عوام قومی اتحاد کے ساتھ ہیں لہٰذا ہم کو عوام کے پاس جانے کے لیے وقت درکار ہے۔ اسی دوران حضرت مفتی صاحب کے سامنے ٹیبل پر بادام، چلغوزے اور خشک آخروٹ پڑے تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے وفد کے اراکین کو نہایت محبت کے ساتھ کھانے کے لیے فرمایا۔ راقم الحروف نے تقسیم کئے۔ میں نے ایک بار پھر حضرت مفتی صاحب کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے عرض کی کہ حضرت ملک کے مختلف حصوں۔ جن میں کراچی، مردان، پشاور اور بلوچستان کا علاقہ اور پنجاب کا علاقہ شامل ہے۔ سیلاب سے شدید نقصان پہنچا ہے تو قائد محترم نے دکھ بھری آہ بھر کر فرمایا۔ کہ میں تمام متاثرین سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہ ایزدی میں جان بحق ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ اور جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مخلص اور جیالے کارکنوں کو بالخصوص اور قومی اتحاد کے کارکنوں کو بالعموم ہدایت کرتا ہوں کہ وہ متاثرین کی امداد کے لیے ہر ممکن کوشش کریں اور حلوے کی دیگیں پکانے کی بجائے ریلیف فنڈ قائم کر کے اپنے بھائیوں کی امداد کریں۔

جب میں نے حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ حضرت آپ ہمارے لیے اور کارکنان جمعیت کے لیے خصوصی دعائیں کریں تو حضرت مفتی صاحب نے تڑپا دینے والا یہ جملہ کہا کہ میرے عزیز جمعیت علماء اسلام کے مخلص کارکنوں کی دعائیں میری زندگی ہیں اس جملہ سے راقم الحروف سمیت وفد کے اراکین کی آنکھیں خوشی سے آبدیدہ ہو گئیں کہ قائد محترم کو اپنے کارکنوں کے ساتھ کتنا انس و محبت ہے حضرت نے یقین دلایا کہ انشاء اللہ اکتوبر میں ہونے والے عام انتخابات میں قومی اتحاد اپنے پاکیزہ مشن کی وجہ سے شاندار کامیابی حاصل کرے گا۔ میرے آخری سوال پر حضرت مفتی صاحب نے اس بات کا اعادہ فرمایا کہ قومی اتحاد انشاء اللہ متحد رہے گا اور اس کے امیدواروں کو دیئے گئے۔ ٹکٹ صرف اپنی اپنی جماعتیں ہی تبدیل کر سکتی ہیں۔ اس لیے کارکنوں کو متحد ہو کر ہمہ تن کام کرنا چاہیئے۔ تقریباً شام کے سوا سات بج چکے تھے۔ درمیان میں ہم کو پنجاب ہاؤس میں قائد محترم کی اقتدا میں نماز عصر پڑھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اور یوں دو گھنٹے کی اس ملاقات نے مفتی اعظم مفتی [illegible] میرے دل میں گہرے نقوش چھوڑے جنہیں میں کبھی نہ بھلا سکوں گا۔

شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود کٹھالوی کے فرزند محمود الحسن کو غنڈوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا

برصغیر کے ممتاز عالم دین اور مدرسہ فتحیہ جامع مسجد فتح پوری دہلی کے سابق صدر حضرت مولانا سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند محمود الحسن کو ان کے آبائی گاؤں کٹھالہ شیخاں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ۸ جولائی کو غنڈوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جبینہ طور پر محمود الحسن کو جب وہ اپنے ایک عزیزہ کو بس پر سوار کرا کے سکوٹر پر گھر واپس آ رہے تھے۔ راستہ میں گیارہ افراد نے روک لیا اور لاٹھیاں مار مار کر قتل کر دیا حملہ آوروں کا تعلق پیپلز پارٹی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ علاقہ کے با اثر زمیندار ان کی مکمل پشت پناہی کر رہے ہیں جب کہ مولانا سلطان محمودؒ کے بڑے فرزند مولانا قاری محمد طیب کٹھالہ میں جمعیۃ علماء اسلام کے پرجوش اور سرگرم کارکن ہیں اور حالیہ تحریک میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔

تازہ ترین رپورٹ کے مطابق حملہ آور قاتلوں میں سے دس افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور گیارہواں شخص ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکا جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا جناب زاہد الراشدی نے گذشتہ روز کٹھالہ شیخاں جا کر مرحوم کے خاندان سے اظہار تعزیت کیا جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات کے امیر مولانا سید بشیر احمد شاہ ..... نائب امیر مولانا قاری غلام رسول کوٹلوی

ناظم اعلیٰ ..... عبدالروف شاہد

ناظم ..... مولانا قاری محمد اختر

خازن ..... چوہدری محمد انور اور جمعیۃ علماء اسلام منڈی بہاؤالدین کے راہ نما حکیم عبداللطیف حکیم ظہور الحسن قاری محمد خلیل اور قاری محمد الطاف بھی ان کے ہمراہ تھے۔

مولانا زاہد الراشدی نے راولپنڈی ڈویژن اور پشاور کا تنظیمی دورہ کیا

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے ۲۴ جولائی کو ۱۱ بجے دن الجامعۃ الامینیہ گجرات میں جمعیۃ کے ضلعی عہدہ داروں سے ملاقات کی اور ان سے تنظیمی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

بعد ازاں آپ نے مولانا سید بشیر احمد شاہ مولانا عبدالرؤف شاہد، مولانا قاری محمد اختر مولانا قاری غلام رسول، چودھری محمد خلیل اور چوہدری محمد انور کی معیت میں جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ کے سربراہ مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری اور ان کے فرزند مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری سے ملاقات کی اور تحریک خدام اہل السنۃ والجماعت کے راہ نما مولانا نذیر اللہ خان کی عیادت کی اس کے بعد چودھری محمد خلیل صاحب کے علاوہ باقی تمام حضرات منڈی بہاؤالدین گئے اور وہاں جمعیۃ کے عہدہ داروں اور کارکنوں سے علاقہ میں جمعیت کی تنظیم و ترقی کے بارے میں تبادلہ خیالات کیا۔

۲۵ جولائی کو مولانا زاہد الراشدی نے پشاور میں جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر حضرت مولانا سید محمد ایوب جان بنوری سے صوبہ سرحد میں جمعیت کی تازہ ترین تنظیمی صورت حال اور اس سلسلہ میں درپیش مسائل پر گفتگو کی ۲۶ جولائی کو آپ نے حسن ابدال میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع کیمل پور کے جنرل سیکرٹری مولانا حامد علی رحمانی سے تنظیمی امور پر بات چیت کی اس کے بعد ٹیکسلا میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع راولپنڈی کے جنرل سیکرٹری مولانا روشن دین سے ملاقات کی اور ضلعی جمعیۃ کا ریکارڈ چیک کیا بعد ازاں آپ نے راولپنڈی شہر میں جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی شہر کے دفتر کا معائنہ کیا اور مقامی راہ نماؤں سے تنظیمی امور پر تبادلہ خیالات کیا شہری جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ قاری عبدالمالک نے انہیں راولپنڈی میں جمعیۃ کی تنظیمی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔

گگو منڈی

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام گگو منڈی ضلع وہاڑی کا انتخاب مولانا قاری جان محمد کی زیر صدارت عمل میں آیا۔

امیر جناب شیخ عبدالکریم صاحب

نائب امیر:۔ جناب مولانا قاری جان محمد صاحب

ناظم عمومی جناب .. چوہدری محمد حنیف آڑھتی گگو منڈی۔

ناظم.... جناب راجہ محمد نذیر

خازن.... محمد اشرف سلیم

اجلاس کے آخر میں امیر صاحب نے مجلس شوریٰ نامزد کی اراکین شوریٰ درج ذیل ہیں۔

مجلس شوریٰ

شیخ عبدالکریم، مولانا قاری جان محمد چوہدری محمد حنیف راجہ محمد نذیر چوہدری محمد اشرف، چاچا حشمت علی، چوہدری محمد شریف صاحب، رانا خلیل الرحمان ملک محمد شریف دوکاندار، سید محمد رمضان شاہ، چوہدری علی اکبر۔ حاجی محمد حنیف، محمد منیر چوہدری محمد الطاف صاحب،

ہم تحریک نفاذ شریعت

کے مشکل مرحلہ پر قوم کی ولولہ انگیز قیادت کرنے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے عوام کے اعتماد پر پورا اترنے پر پاکستان قومی اتحاد کے صدر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور شہداء تحریک اسلامی کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ان کی قربانیوں کو سلام کرتے ہیں۔

منجانب

ملک ضیاء الحق و زرگران صرافہ ایسوسی ایشن احسان جیولرز صرافہ بازار سرگودھا۔

سیلاب زدگان سے ہمدردی

مدرسہ خدام الدین موضع سلیم خان کے طلباء و مدرسین حضرات نے مصیبت زدہ بھائیوں کے لیے دعا کی جو بھائی سیلاب کی زد میں آئے ہیں مہتمم مدرسہ خدام الدین سلیم خان حافظ محمد رمضان صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کے قائد اور پی این اے کے صدر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی قیادت کو سراہا انہوں نے ضلع کیمبل پور کی انتظامیہ سے بھی اپیل کی کہ جہاں باقی اجتماعات پر پابندی ہے اسی طرح دیہاتوں میں طائفہ کے ناچ پر ہزاروں لوگوں کے جمع ہونے پر بھی پابندی لگائی جائے

جکھڑ ضلع جہلم

مدرسہ عثمانیہ تعلیم اسلام جکھڑ کے مہتمم اور تنظیم العلماء ضلع جہلم کے جنرل سیکرٹری مفتی رشید احمد ارشد نے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے حالیہ بیان پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بھٹو نے حال ہی میں برطانوی اخبار سنڈے آبزرور کے نمائندہ کو انٹرویو میں اپنے القاء کا دعوٰی کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی قوانین کے نفاذ اور چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا میرے خیال میں انگلستان میں نافذ ہونا چاہیئے اس سے آپ کے بیشتر مسائل حل ہو جائیں گے اور ایسا ہی نظام شاید نیویارک میں بھی نافذ کرنا پڑے (نوائے وقت رپورٹر ص۲ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۷۷ء۔ بروز منگل وار)

مفتی رشید احمد ارشد نے کہا کہ سات سالہ دور اقتدار میں بھٹو نے اسی لیے ملک کو نظریہ وجود سے محروم رکھا کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر اسلام کو نہیں چاہتے۔

مفتی رشید احمد ارشد نے کہا کہ طلباء وکلاء مزدور کسانوں کی جدوجہد بار آور ہونے والی ہے۔

خیر مقدم

جمعیۃ العلماء اسلام بھوگا گارڈ کے امیر حضرت مولانا حکیم عبدالحی صاحب، حکیم احمد حسن قریشی اور حسین احمد قریشی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں پاکستان کے ان تمام باشعور باشندوں کا خیر مقدم کیا ہے جنہوں نے جمعیۃ العلماء اسلام میں شمولیت اختیار کی ہے خصوصاً مولانا حامد علی رحمانی کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت

کا اجلاس

مورخہ ۱۳ اگست بروز ۲۷ شعبان المعظم دفتر مرکزیہ میں حسب دستور مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کا ماہانہ اجلاس ہوگا۔ تمام مبلغین وقت پر تشریف لا کر شرکت کریں۔

صدر مجلس تحفظ حقوق اہل سنت،

شاعر جمعیت وفات پا گئے

مداح رسول شاعر جمعیت صوفی عبدالکریم شاکر صاحب مرحوم ظاہر پیر والے تین سال بلڈ پریشر کے مریض رہ کر ۲۶-۸-۷۷ کو اپنے آبائی گاؤں میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو گئے مرحوم نہایت با اخلاق شریف، مخلص احباب میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ایک چراغ اور بجھ گیا

مدرسہ کاشف العلوم چوہڑ آباد کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد رفیق صاحب ۶، ۷ شعبان کی درمیانی رات چند دن علیل رہنے کے بعد اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ مولانا مرحوم فاضل جوان۔ بلند پایہ عالم۔ اور مخلص قابل جفاکش مدرس تھے۔ مولانا مرحوم ڈھوک نور شاہ چکڑالہ ضلع میانوالی کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم میانوالی سے حاصل کی۔ دورہ حدیث پاک جامعہ اشرفیہ لاہور سے کرنے کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ کے جامعہ اسلامیہ نیو ٹاؤن سے بھی فارغ التحصیل ہونے کا شرف رکھتے تھے فارغ التحصیل ہونے کے بعد فوراً کراچی میں ہی درس و تدریس کا آغاز کر دیا تھا۔ جب حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان نے کیمبل پور شہر میں ایک مرکزی ادارہ جامعہ اشاعت الاسلام قائم کیا۔ تو حضرت مولانا مرحوم کو تدریس کے لیے وہاں بلا لیا۔ ختم نبوت کی تحریک میں حضرت مولانا مرحوم نے نمایاں حصہ لیا۔

ادارہ پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرماوے۔

اظہار افسوس

جمعیۃ علماء اسلام بھکر کے ناظم اعلیٰ و مہتمم جامعہ رشیدیہ بھکر نے اپنے ایک

بیان میں جمعیۃ علماء اسلام کے مجاہد رہنما حضرت مولانا سید ضیاء احمد شاہ صاحب گیلانی (طاب اللہ ثراہ) کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایسے مجاہد شفیق اور نیک سیرت لوگ آج انگلیوں پر گنے جاتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو جنت الخلد میں مقام اعلیٰ عطاء فرمائے اور ہم سب کو اس ناقابل تلافی نقصان پر صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔

حیدرآباد

جمعیت علماء اسلام کے اراکین حافظ محمد طاہر اور مولانا عبدالقہار صاحب نے ۲۰ جولائی کو حیدرآباد جیل میں خصوصی عدالت کی کاروائی سنی اور فخر پاکستان خان عبدالولی خان ارباب سکندر خلیل غوث بخش بزنجو عطاء اللہ مینگل افراسیاب خٹک اور حاجی غلام احمد بلور سے سلام و دعا ہوئی تمام رہنماؤں کے حوصلے قابل دید تھے تمام رہنماؤں نے جمعیت علماء اسلام کے اراکین کو سلام کہا۔ خصوصاً قائد قومی اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت درخواستی صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک کی خیریت معلوم کی۔

ضلع سانگھڑ (سندھ)

محترم ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ ترجمان اسلام

جناب والا۔ میں آپ کے ہفت روزہ کے توسط سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق سے انسانیت کے نام پُر درد مندانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ عرصہ سے سنٹرل جیل سکھر میں تقریباً اڑھائی سو ہمارے بنگالی بھائی جن میں مرد عورتیں بچے بوڑھے اور جوان لڑکیاں شامل ہیں بغیر کسی جواز کے انتہائی کسمپرسی کے عالم میں بند ہیں جنہیں نہ تو آج تک کسی عدالت میں پیش کیا گیا ہے اور نہ ہی انہیں ان کا کوئی جرم بتایا گیا ہے۔ باوجود اس کے کہ انہوں نے بارہا جیل حکام سے اپیل کی ہے کہ یا تو انہیں رہا کیا جائے یا ان پر مقدمہ چلایا جائے۔

اس لیے برائے کرم ہمارے ان مظلوم بھائیوں کی دادرسی کیجئے اور انہیں فی الفور اس عقوبت خانے سے نجات دلایئے اور ہمارے ان مظلوم بھائیوں کو مصائب میں مبتلا کرنے والے ذمہ دار افراد کے خلاف تحقیقات کر کے عبرتناک سزا دیجئے

محمد طفیل جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام سانگھڑ سندھ۔

کراچی جمعیت کو خراج تحسین

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے راہنما مولانا محمد طیب ہارونی نے جو کراچی میں تین چار روز قیام کے بعد واپس آ گئے ہیں۔ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے جمعیۃ علماء سلام کراچی کی سرگرمیوں کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ مجاہد جلیل الحاج مولانا محمد زکریا کی قیادت میں جمعیۃ علماء اسلام کراچی کے کارکن اپنے سیلاب زدہ بھائیوں کی بحالی و امداد کے لیے جو مخلصانہ کوششیں کر رہے ہیں اس سے عوامی حلقوں میں کراچی جمعیۃ کا وقار پہلے سے زیادہ بلند ہوا ہے اور لوگ جمعیۃ کی سرگرمیوں سے بہت متاثر ہیں۔

صوفی ظہور احمد کی گرفتاری

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے سرگرم کارکن جناب صوفی ظہور احمد (انارکلی) کو گذشتہ شب گرفتار کر لیا گیا۔ ان کی گرفتاری کی وجہ ابھی معلوم نہیں ہو سکیں۔ جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے سیکرٹری جنرل قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ نے ایک بیان میں صوفی ظہور احمد کو جلد رہا کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

محمود کا پھول

تازہ اطلاع کے مطابق ہمارے دوست جناب ضیاء الرحمٰن فاروقی کو اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا عنایت کیا ہے جس کا نام انہوں نے حضرت مفتی محمود کی نسبت سے "ریحان محمود" (محمود کا پھول) رکھا ہے خدا اس نومولود کی عمر دراز کرے

طلبا کی دنیا

ظہیر میر

پورے ملک سے کارکن جوش وخروش سے تربیتی پروگرام میں شرکت کریں'

قائد طلبا میاں محمد عارف

صوبہ پنجاب سے ساتھی بھرپور تعداد میں تربیتی پروگرام میں شرکت کرینگے

ندیم اقبال اعوان

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ہونے والے دوسرے ماہانہ سہ روزہ تربیتی پروگرام کی افادیت واہمیت کے پیش نظر قائد طلبہ میاں محمد عارف نے پاکستان بھر کے اراکین سے پُرزور اپیل کی ہے۔ کہ تمام اراکین پورے جوش وخروش سے ۱۲، ۱۳، اور ۱۴ اگست کو منعقد ہونے والے تربیتی پروگرام میں شرکت کریں۔ انہوں نے فرمایا چونکہ یہ تربیتی پروگرام انتہائی دوررس نتائج کا حامل ہے اس لیے پورے ملک سے باشعور ساتھیوں کی اس تربیتی پروگرام میں شمولیت انتہائی ضروری ہے۔

صوبہ پنجاب کی جمعیت کے صدر ندیم اقبال اعوان نے امید ظاہر کی ہے کہ صوبہ پنجاب سے بھرپور تعداد میں ساتھی سہ روزہ تربیتی پروگرام میں شرکت کریں گے۔ ندیم اقبال آجکل پنجاب کے تنظیمی دورے پر ہیں۔ انہوں نے اپنے دورے کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں جہاں بھی گیا۔ وہاں کے ساتھیوں نے تربیتی پروگرام کے بارے میں انتہائی اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اور بھرپور تعداد میں تربیتی پروگرام میں شمولیت کی یقین دہانی کرائی ہے۔ انہوں نے فرمایا میں ایک دفعہ پھر اپنے ساتھیوں سے گذارش کرتا ہوں کہ تربیتی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے کسی قسم کا کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ کریں۔

دریں اثنا جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے صدر سید سراج احمد شاہ صوبہ بلوچستان کی جمعیت کے صدر عطاء اللہ مینگل اور صوبہ سرحد کی جمعیت کے صدر صاحبزادہ فضل الرحمٰن نے اپنے اپنے صوبے کے اراکین کو تربیتی پروگرام میں شرکت کی ہدایت کی ہے۔

نئے صدر کا انتخاب

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے اراکین کا ہفتہ وار اجلاس مرکزی دفتر جمعیت طلباء اسلام میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے مہمانِ خصوصی صوبہ پنجاب کی جمعیت کے صدر جناب ندیم اقبال تھے۔

جمعیت طلباء اسلام ضلع لاہور کے سابق صدر جناب محمد زبیر عباسی اپنی تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے مری منتقل ہو گئے اس لیے وہ وہاں جماعتی کام کریں گے۔ اسی لیے ضلع لاہور کی جمعیت کے نئے صدر کا انتخاب عمل میں لایا گیا اور اتفاق رائے سے حافظ اطہر عزیز اورنٹیل کالج کو منتخب کیا گیا۔ اجلاس کے مہمانِ خصوصی جناب ندیم اقبال اعوان، محمد ادریس عبدالخالق ندیم اور دیگر طلبہ ساتھیوں نے منتخب ہونے والے صدر کو مبارک باد دی۔

دریں اثنا ایک اور اجلاس میں جس کے مہمانِ خصوصی جناب اکرام القادری ایڈیٹر ہفت روزہ ترجمان اسلام تھے۔ جناب خالد محمود ٹیپو کو ضلع لاہور کا نائب صدر منتخب کیا گیا۔ اکرام القادری صاحب نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے انہیں تنظیمی اور سماجی کام سر انجام دینے کی ہدایت کی۔

پسرور

جمعیت طلباء اسلام تحصیل پسرور کا ایک خصوصی اجلاس زیر صدارت مولانا محمد رفیق منعقد ہوا۔ اجلاس کے مہمانِ خصوصی صوبہ پنجاب کی جمعیۃ کے نائب صدر محمد ظہیر میر تھے۔ اجلاس میں جمعیت طلباء اسلام حلقہ تحصیل پسرور کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اور درج ذیل حضرت منتخب ہوگئے۔

سرپرست...... مولانا محمد رفیق صاحب

صدارت...... منور حسین صاحب

نائب صدر اول...... اقبال بیگ صاحب

〃 دوم...... محمد عظیم صاحب

ناظم عمومی...... محمود الحسن صاحب

ناظم اول...... شوکت محمود صاحب

ناظم دوم...... فیض الحسن صاحب

ناظم نشریات...... رفاقت صاحب

ناظم مالیات...... نذیر احمد صاحب

ناظم دفتر...... شوکت محمود

بعد میں صوبائی نائب صدر نے منتخب ہونے والے حضرات کو مبارک باد دی۔ اور دعا کی کہ اللہ ان ساتھیوں کو مستقل مزاجی سے جماعتی کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

کھلا دعوت نامہ

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے دوسرے ماہانہ سہ ماہی تربیتی پروگرام جو کہ ۱۲ ر ۱۳ ر ۱۴ ر اگست کو مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں منعقد ہو گا۔ تمام اضلاع کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی ضلعی صدر کو دعوت نامہ وصول نہ ہوا ہو۔ تو وہ اسے دعوت نامہ سمجھیں۔ اس پروگرام میں ہر ضلع سے کم از کم پانچ باشعور ساتھیوں کی شرکت انتہائی ضروری ہے۔

(ظہیر میر ناظم نشریات)

اظہارِ تعزیت

جمعیت طلباء اسلام خان پور کے صدر جاوید ارشد چوہدری نائب صدر محمود الحسن قریشی ناظم عمومی خالد حسین بھٹی ضلعی خازن صاحبزادہ عقیل الرحمٰن اور دیگر عہدیداروں نے حضرت پیر جی عبد اللطیف کی وفات پر اظہار تعزیت کیا ہے اور سوگوار خاندان سے اظہار ہمدردی کیا ہے۔

عظیم طالب علم لیڈر اور پشاور یونیورسٹی کے سیکرٹری جنرل جاوید ابراہیم پراچہ کے لیے دعاء صحت کی ہے۔

صوبائی نائب صدر کا دورہ حافظ آباد

پنجاب کی جمعیت کے نائب صدر ظہیر میر نے تحصیل حافظ آباد کا تنظیمی دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے صدر محمد فاروق شیخ اور جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ کے ناظم نشریات جناب عبدالوحید شہزاد بھی تھے۔ صوبائی نائب صدر حافظ آباد کی تمام اہم شخصیات سے ملے۔ اور انہیں وہاں کے اراکین کی حوصلہ افزائی کی درخواست کی۔ بعد میں ایک خصوصی اجلاس میں جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی نائب صدر نے انہیں محنت لگن اور خلوص سے کام کرنے پر مبارک باد دی اس اجلاس سے ضلعی صدر جناب محمد فاروق شیخ سیکرٹری نشر و اشاعت عبدالوحید شہزاد نے بھی خطاب فرمایا۔

جمعیۃ طلباء اسلام

میں شمولیت

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے ایک عمومی اجلاس میں جس کے مہمانِ خصوصی صوبہ پنجاب [illegible] جمعیت کے صدر جناب ندیم اقبال اعوان تھے تنظیمی صورت حال پر غور کیا گیا۔ بعد میں صوبائی صدر جناب نے مفصل خطاب فرمایا۔ ان کے خیالات سے متاثر ہو کر اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علم راہنما جناب مسٹر سہیل اور گورنمنٹ کالج لاہور کے طالب علم راہنما جناب محمد فیاض خالد نے اپنے دوست مظہر صاحب سمیت جمعیت طلباء اسلام میں باقاعدہ طور پر شمولیت کا اعلان کیا۔ جناب ندیم اقبال اعوان اور ضلع لاہور کے دوسرے تمام ساتھیوں نے ان کی شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا سہ (۳) روزہ تربیتی

اجتماع

بمقام

مدرسہ نصرۃ العلوم

گوجرانوالہ

مؤرخہ

۱۲، ۱۳، ۱۴ اگست ۱۹۷۷

بروز

جمعہ، ہفتہ، اتوار

جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں سے زیادہ سے زیادہ وقت کے لیے شرکت کی اپیل کی جاتی ہے

اپیل

جمعیۃ علمائے اسلام مملکتِ پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فتنہ باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاء "کلمۃ الحق عند سلطان جائر" کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے۔

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک جانباز مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدمات مسلّمہ ہیں تحریک بحالی جمہوریت، تحریک مقدس ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفٰےؐ اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی ضروری ہے خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کا مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا ازحد ضروری ہے۔

التماس

اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز بیت المال کیلیے

زکوٰۃ

کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کر کے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں۔ اراکین جمعیۃ خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں۔

(مولانا) محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) عبید اللہ انور امیر جمعیت علماء اسلام، پنجاب
(مولانا) محمد ایوب جان بنوری امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد

(مولانا) مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
(مولانا) عبدالواحد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: زکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کیجائیں